سُورۂ مُومِنُون

رکوع ۶

ربط سورۂ مُؤمنون کو سورۂ حج کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ حج میں کہا گیا تھا واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الخ (ع ۴) یعنی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں تاکہ وہ ہر طرف سے پیادہ اور سوار بیت اللہ کی طرف آئیں اور سورۂ مومنون کی ابتداء میں فرمایا۔ قد افلح المومنون الخ جو مومنین حج کے لئے آئیں گے ان کے اوصاف بیان کر دیئے گئے۔

معنوی ربط دو ہیں اوّل۔ سورۂ حج کے آغاز میں تخویف اخروی تھی یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم اور سورۂ مومنون میں فرمایا اس ہولناک عذاب سے بچنے کے لئے حسب ذیل امور ثلاثہ پر عمل کرو۔ نماز قائم کرو۔ شرک نہ کرو۔ اور ظلم نہ کرو۔ یہ امور ثلاثہ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون ــ تا ــ والذین ھم علی صلوٰتھم یحافظون میں بیان کئے گئے ہیں۔ ربط دوّم یہ ہے کہ سورۂ حج میں غیر اللہ کے لئے جانوروں کو حرام کرنے اور غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں دینے سے منع فرمایا۔ اب سورۂ مومنون میں اس سے ترقی کر کے فرمایا کہ چاہئیے تو یہ تھا کہ وہ غیر اللہ کی تحریمات اور نذر و نیاز سے باز آجاتے۔ مگر اس کے بجائے وہ شرک کی نئی نئی رسمیں اور راہیں کھول رہے ہیں۔ ولھم اعمال من دون ذالک ھم لھا عٰملون (ع ۴)

خلاصہ دلائل کے اعتبار سے یہ سورت دو حصوں میں منقسم ہے حصہ اول ابتدا سے لے کر اذا ھم فیہ مبلسون (ع ۴) تک ہے اور دوسرا حصہ وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار (ع ۴) سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔

حصّہ اوّل

حصہ اول کی ابتداء میں عذاب آخرت سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہے۔ امر اوّل۔ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرو الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون۔ امر دوم شرک اعتقادی اور شرک فعلی سے بچو۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فٰعلون امر سوم۔ ہر قسم کے ظلم سے باز رہو۔ والذین ھم لفروجھم حٰفظون ــ تا ــ والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون اس کے بعد توحید پر تین عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین ــ تا ــ فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقین تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا اور پھر نطفہ سے توالد و تناسل کا سلسلہ شروع کیا۔ رحم مادر میں نطفہ کو مختلف منازل سے گذار کر اس سے کامل الخلقت اور حسین و جمیل انسان پیدا کیا۔ وہی سب کا خالق اور برکات دہندہ ہے۔ لہٰذا وہی کارساز اور حاجت روا ہے

دوسری عقلی دلیل ولقد خلقنا فوقکم ــ تا ــ تنبت بالدھن وصبغ للاٰکلین۔ انسانوں کے علاوہ آسمانوں اور زمین کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرتا ہے اُسی نے زیتون جیسا کارآمد درخت پیدا کیا۔ جب سب کچھ دینے والا بھی وہی ہے تو پھر اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ اور اس کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو۔

تیسری عقلی دلیل وان لکم فی الانعام لعبرۃ ــ تا ــ وعلی الفلک تحملون (ع ۱) یہ تمام چوپائے بھی اُسی نے پیدا کئے اُن میں سے کچھ ایسے ہیں جن کا دودھ پیا اور گوشت کھایا جاتا ہے۔ کچھ باربرداری اور سواری کے کام آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کشتیوں کو بھی باربرداری اور سواری کے لئے استعمال کرتے ہو۔ جس مالک و قادر اور محسن و منعم نے یہ انعامات عطا فرمائے وہی سب کا کارساز ہے اور وہی پکار اور نذر و منت کا مستحق ہے۔ اس کے بعد چھ نقلی دلیلیں مذکور ہیں۔

دلائل نقلیہ

پہلی نقلی دلیل ولقد ارسلنا نوحًا ــ تا ــ وان کنا لمبتلین (ع ۲) یہ حضرت نوح علیہ السلام سے تفصیلی نقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ۔ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اُسی کو پکارو کیونکہ اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں

دوسری نقلی تفصیلی دلیل از ہود علیہ السلام برائے نفی شرک فی التصرف فارسلنا فیھم رسولا (ع ۲) ــ تا ــ ما تسبق من امۃ اجلھا وما یستاخرون (ع ۳) ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ

تیسری نقلی دلیل اجمالی۔ ثم ارسلنا رسلنا تترا ـــ تا ـــ فبعداً لقوم لا یومنون ہود علیہ السلام سے لے کر موسیٰ و ہارون علیہما السلام تک ہم مسلسل دنیا میں پیغمبر بھیجتے رہے جو لوگوں کو پیغام توحید سناتے رہے۔

چوتھی نقلی دلیل تفصیلی از موسےٰ و ہارون علیہما السلام ثم ارسلنا موسےٰ وھٰرون ـــ تا ـــ لعلھم یھتدون حضرت موسےٰ و ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پیغام توحید لے کر آئے مگر قوم نے انکار و استکبار کیا۔

پانچویں نقلی دلیل از عیسےٰ علیہ السلام وجعلنا ابن مریم وامہ اٰیۃ الاٰیۃ حضرت عیسیٰ اور مریم صدیقہ علیہما السلام بھی ہماری قدرت اور وحدانیت کا نشان تھے انہوں نے حالت شیر خوارگی ہی میں اعلان کر دیا تھا۔ ان اللہ ربی وربکم الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ ہی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔ یہی سیدھی راہ ہے۔

چھٹی نقلی دلیل اجمالی از تمام رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے نفی شرک فعلی یایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحا الخ (ع ۴) اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حکم دیا تھا کہ میری حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ ان کو استعمال کرو اور ان میں سے کسی چیز کو حرام نہ کرو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت کھاؤ۔

وان ھٰذہ امتکم امۃ واحدۃ الخ یہ تمام مذکورہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے متعلق ہے جو مسئلہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح کیا گیا ہے، وہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترکہ مسئلہ ہے کہ سب کا کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی نذر و منت کا مستحق ہے اس کے بعد حصہ اوّل کے آخر تک زجریں ہیں اور درمیان میں امور ثلاثہ مذکور الصدر کا اعادہ ہے۔ ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں امر اوّل کا اعادہ ہے۔ یعنی مومنین اللہ تعالیٰ سے ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون سے امر دوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ شرک نہیں کرتے اور والذین یؤتون ما اٰتوا الخ سے امر سوم کا اعادہ کیا گیا یعنی وہ ظلم نہیں کرتے۔

حصّہ دوم

حصہ دوم میں نفی شرک اعتقادی پر چار عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم

پہلی عقلی دلیل وھو الذی انشأ لکم السمع والابصار ـــ تا ـــ افلا تعقلون (ع ۵) اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو سننے دیکھنے اور سمجھنے کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا کیں اسی نے زمین پر انسانوں کو آباد کیا۔ زندگی اور موت بھی اسی کے قبضہ میں ہے۔ رات دن کی آمد و رفت اور کمی بیشی بھی اسی کے قبضہ میں ہے اس لئے انسان کو سوچ بچار سے کام لینا چاہیئے اور اللہ کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اسی کو اپنا معبود اور کارساز سمجھنا چاہیئے

دوسری عقلی دلیل قل لمن الارض ومن فیھا الخ مشرکین اعتراف کرتے ہیں کہ زمین اور زمین کی ساری مخلوقات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

تیسری عقلی دلیل۔ قل من رب السمٰوٰت السبع الخ مشرکین یہ بھی مانتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

چوتھی عقلی دلیل۔ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ الخ مشرکین اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ سارے جہان کے مکمل اختیارات صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں وہ جسے چاہے بچالے مگر جسے وہ نہ بچانا چاہے اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ تینوں دلیلیں علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ہر دلیل کے بعد مشرکین کو متنبہ کیا گیا کہ جب تم جانتے ہو کہ ہر چیز کا مالک حقیقی اور سارے جہان کا مدبر و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اس سے کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو۔ اور اللہ کے سوا غیروں کو کارساز اور حاجت روا کیوں سمجھتے ہو؟۔

اس کے بعد زجریں تخویفیں اور بشارتیں ہیں اور درمیان میں ادفع بالتی ھی احسن (ع ۶) سے طریق تبلیغ کا ذکر ہے۔ یعنی نرم لہجہ سے تبلیغ فرمائیں۔ اور مسئلہ توحید دلائل کے ساتھ واضح کر کے پیش کریں اور آخر میں سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے بطور ثمرہ دلائل مذکورہ فتعٰلی اللہ الملک الحق الخ اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں اور نہ کوئی نذر و منت کا مستحق ہے۔ ومن یدع مع اللہ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

حصّہ اوّل۔ رفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ۔ توحید پر تین عقلی اور چھ نقلی دلائل کا ذکر **۲** قد افلح الخ کے مفہوم میں دو باتیں داخل ہیں ایک مطلوب و مقصود کو پا لینا دوم جس سے ڈر یا خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جانا۔ والفلاح الظفر بالمطلوب والنجاۃ من المرھوب ای فازوا بما طلبوا ونجوا مما ھربوا (مدارک ج ۳ ص۸۵) سورۂ حج کی ابتدا میں ان زلزلۃ الساعۃ شیئ عظیم سے جس خوفناک عذاب کی وعید سنائی گئی اس سے وہ مومنین محفوظ رہیں گے جو اپنے اندر اوصاف ذیل پیدا کر لیں گے (۱) خدا سے ڈر کر نماز قائم کریں (۲) ہر قسم کے شرک سے بچیں اور (۳) مخلوق خدا پر ظلم نہ کریں۔ یہ تینوں امور عذاب خداوندی سے بچنے کا ذریعہ ہیں **۳** المومنون الخ المومنون سے وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی توحید، رسالت اور دیگر تمام ضروریات دین پر ایمان لائیں اور احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوں۔ اس طرح بعد والی صفات المومنون کے لئے صفات موضحہ ہیں الذین ھم فی صلاتھم خشعون یہ امر اوّل ہے وہ نماز قائم کرتے ہیں وہ نماز میں اللہ سے ڈرتے اور عاجزی کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے نماز پر مداومت کرتے ہیں کیونکہ ایسی خشوع والی نماز سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور دلوں میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث سووا صفوفکم اولیخالفن اللہ بین قلوبکم خشوع یہ ہے کہ نماز میں خیالات جمع رہیں اور توجہ صرف نماز ہی میں مرکوز رہے اور نماز کے علاوہ کسی چیز کا دل میں خیال تک نہ آئے اور ہاتھ پاؤں سے نماز میں کوئی عبث کام کرے۔ وفی المنہاج وشرحہ لابن حجر ویسن الخشوع فی کل صلاتہ بقلبہ بان لا یحضر فیہ غیر ما ھو فیہ وان تعلق بالآخرۃ وبجوارحہ بان لا یعبث باحدھا (روح ج ۱۸ ص۳) **۴** والذین ھم عن اللغو معرضون الخ یہ امر دوم ہے یعنی وہ شرک نہیں کرتے لغو کو بعض مفسرین نے عام کیا ہے اور اس سے ہر باطل قول و عمل مراد لیا ہے اقوال میں سب سے بڑا باطل شرک فی التصرف ہے اور اعمال میں سب سے بڑا باطل شرک فعلی ہے اس طرح یہ لفظ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کو بطریق اولی شامل ہے حضرت عبداللہ بن عباس اور امام ضحاک نے تو لغو سے مراد ہی شرک لیا ہے اور بعض نے اس سے گانا بجانا مراد لیا ہے۔ قال ابن عباس عن الشرک۔ (خازن و معالم ج ۵ ص۳۲) وقال الضحاک ان اللغو ھنا الشرک وقال الحسن انہ المعاصی کلھا فھذا قول جامع یدخل فیہ قول من قال ھو الشرک وقول من قال ھو الغناء (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۵) حاصل یہ ہے کہ وہ تمام معاصی سے اور خصوصاً ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں

سُوۡرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّثَمَانَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومنون ۱ مکہ میں اتری اور اسکی ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

کام نکال لے گئے ۲ ایمان والے ۳ جو اپنی نماز میں

خٰشِعُوْنَ ۝٢ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝٣

جھکنے والے ہیں اور جو نکمی بات پر دھیان نہیں کرتے ۴

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝٤ وَالَّذِيْنَ هُمْ

اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵ اور جو اپنی

لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝٥ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا

شہوت کی جگہ کو تھامتے ہیں ۶ مگر اپنی عورتوں پر کہ یا اپنے

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝٦ فَمَنِ

ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر نہیں کچھ الزام پھر جو کوئی

ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝٧

ڈھونڈھے اس کے سوا سو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝٨

اور جو اپنی ۸ امانتوں سے اور اپنے قرار سے خبردار ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝٩ اُولٰٓئِكَ

اور جو اپنی ۹ نمازوں کی خبر رکھتے ہیں وہی ہیں

هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝١٠ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ

میراث لینے والے ۱۰ جو میراث پائیں گے باغ ٹھنڈی چھاؤں کے

الجزء ١٨

وقف لازم

۲ عذاب سے بچنے کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ہے ۱۲

۳ امر اوّل یعنی وہ خدا سے ڈر کر خشوع و خضوع سے نماز پڑھتے ہیں ۱۲

۴ امر دوم یعنی وہ ہر قسم کے شرک سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲

۶ امر سوم یعنی وہ ہر قسم کے ظلم سے اجتناب کرتے ہیں ۱۲

۸ اعادہ امر اوّل ۱۲

۱۰ بشارت اخروی ۱۲

۵ والذین ھم للزکوٰۃ فعلون الخ یہ بھی امر دوم ہی سے متعلق ہے کچھ مفسرین نے زکوٰۃ کو یہاں زکوٰۃ مالیہ پر محمول کیا ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ یہ سورت مکی ہے لیکن زکوٰۃ مکہ میں فرض نہ تھی بلکہ مدینہ میں فرض ہوئی بعض محققین نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مدینہ میں نصاب اور قدر زکوٰۃ کی فرضیت نازل ہوئی تھی لیکن اصل زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی قال بعض المحققین فرضت بالمدینۃ نصابھا وقدرھا واما اصلھا فقد کان واجبا بمکۃ (جامع البیان ص۲۹۸) یا زکوٰۃ سے زکوٰۃ نفوس مراد ہے یعنی وہ اپنے نفوس کو عقائد باطلہ اور اعمال مشرکانہ سے پاک رکھتے ہیں۔ او المراد زکوٰۃ النفس وتطھیرھا من الرذائل (جامع) حضرت شیخ کے نزدیک یہی راجح ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی (سورہ الاعلیٰ) **۶** والذین ھم لفروجھم حفظون الخ یہ امر سوم ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ یہاں ظلم کے تین کاموں کا ذکر کیا گیا ہے زنا، امانت میں خیانت اور بدعہدی۔ زنا بھی ایک بہت بڑا ظلم ہے فرمایا فلاح پانیوالوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اپنی شرمگاہو

کو ناجائز اور غیر محل میں استعمال کرنے سے محفوظ رکھتے ہیں حضرت شیخ فرماتے ہیں زنا اس لئے ظلم ہے کہ زنا سے جو بچہ پیدا ہوگا اُسے یا تو تہمت کے خوف سے قتل کردیا جائیگا یا اسے کہیں پھینک دیا جائے گا۔ اور وہ مادر و پدر کی شفقت سے محروم رہیگا اور دربدر خوار ہوگا۔ یہ دونوں ظلم ہیں ۷ے الا علی ازواجهم الخ یہ ماقبل سے مستثنٰی ہے مرد کو صرف دو قسم کی عورتوں کے ساتھ جنسی اختلاط کی اجازت دی گئی ہے اول وہ عورت جو ازروئے شریعت اسلامیہ اسکی بیوی ہو۔ دوم وہ عورت جو شرعی طور پر اس کی زرخرید لونڈی ہو۔ دنیا میں اس دوسری قسم کا وجود باقی نہیں رہا۔ فمن ابتغی وراء ذلک الخ جو لوگ مذکورہ بالا دونوں جگہوں کے علاوہ شہوت رانی کریں وہ ظالم اور حد سے گذرنے والے ہیں اور حلال سے حرام کیطرف بڑھنے والے ہیں۔ ای الظلمون المجاوزون الحد من الحلال الی الحرام الخ (خازن ومعالم ج ۵ ص۳۲) یہ آیت متعہ، لواطت، اور استمناء بالید کی حرمت پر دلیل ہے کیونکہ یہ تمام صورتیں وراء ذالک میں داخل ہیں وفیہ دلیل علی تحریم المتعۃ والاستمناء بالکف لارادۃ الشھوۃ (مدارک ج ۳ ص۹۸) ویدخل فیما وراء ذالک الزنا واللواط وموافقۃ البھائم ولا اخلاف فیہ (روح ج ۱۸ ص۷) روافض کہتے ہیں جس عورت سے متعہ کیا جائے چونکہ وہ بھی بیوی کے حکم میں ہے اس لئے وہ ، ازواجھم میں داخل ہے اور وراء ذالک میں داخل نہیں لہذا اس آیت سے نکاح متعہ کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ متعہ والی بیوی ازروئے شریعت بیوی نہیں کیونکہ اس کے احکام شرعی زوجہ سے بالکل مختلف ہیں دونوں کا فرق سمجھنے سے پہلے متعہ کی حقیقت سمجھ لیجئے۔ نکاح متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ایک عورت کے ساتھ معین رقم کے بدلے معین مدت تک نکاح کرے۔ اب دونوں کے احکام ملاحظہ ہوں جو شرعی طور پر ایک مرد کی بیوی ہو اس کے احکام حسب ذیل ہیں (۱) اگر وہ فوت ہوجائے تو خاوند اس کا وارث ہوگا اور اگر خاوند فوت ہوجائے تو وہ اس کی وارث ہوگی۔ (۲) جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس کے خاوند کی کہلائیگی (۳) خاوند کی جانب سے طلاق دیئے بغیر وہ اس کے نکاح سے باہر نہیں ہوسکے گی (۴) طلاق کے بعد عدت سے پہلے وہ کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکے گی لیکن ممتوعہ یعنی جس عورت سے کسی نے متعہ کیا ہو (۱) اس کے اور متعہ کرنیوالے کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی (۲) اولاد بھی شرعًا اس کے ساتھ ملحق نہ ہوگی (۳) طلاق کی ضرورت نہیں مدت ختم ہونے پر نکاح بھی ختم ہوجائیگا اور (۴) عدت کی بھی ضرورت نہیں پہلے متعہ کی مدت ختم ہوتے ہی دوسری جگہ متعہ کرسکتی ہے۔ اس طرح ممتوعہ شرعی بیوی کے حکم میں داخل نہیں اور لا محالہ وراء ذالک ہی میں داخل ہے۔ وھذا یقتضی تحریم الزنی وما قلناہ من الاستمناء ونکاح المتعۃ لان المتمتع بھا لا تجری مجری الزوجات لا ترث ولا تورث، ولا یلحق بہ ولدھا، ولا یخرج من نکاحھا بطلاق یستأنف لھا وانما یخرج بانقضاء المدۃ التی عقدت علیھا وصارت کالمستأجرۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۱۰۶) ۸ے والذین ھم لامنٰتھم الخ یہ تیسری صفت سے متعلق ہے یعنی وہ ظلم کے کاموں سے بچتے ہیں۔ اس آیت میں ظلم کے دو کاموں کی طرف اشارہ ہے امانت میں خیانت اور بدعہدی یہ دونوں باتیں دوسروں کے حق میں ظلم ہیں اس لئے فرمایا کہ فلاح کامل صرف ان مومنوں کو حاصل ہوگی جو ظلم کے ان کاموں سے بھی بچیں گے ۹ے والذین ھم علی صلوٰتھم الخ یہ امر دوم کا اعادہ ہے

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے بنایا ۱۱ے آدمی کو
سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ⑫ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ
چُنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو ۱۲ے پانی کی بوند کرکے ایک جمے ہوئے
مَّكِيْنٍ ⑬ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
ٹھکانہ میں پھر بنایا ۱۳ے اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا
اس لہو جمے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں ۲ پھر پہنایا
الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ
ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں ۱ سو بڑی برکت
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ⑭ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
اللہ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے پھر تم اس کے بعد ۱۴ے
لَمَيِّتُوْنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ⑯ وَ
مروگے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤگے اور
لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا
ہم نے بنائے ہیں تمہارے اوپر سات رستے ۱۵ے اور ہم نہیں ہیں
عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ⑰ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
خلق ۱۶ے سے بے خبر اور اتارا ہم نے آسمان سے ۱۷ے پانی
بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ
ماپ کر پھر اسکو ٹھہرا دیا زمین میں اور ہم اس کو لے جائیں تو
بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ⑱ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ
لے جاسکتے ہیں پھر اگا دیئے تمہارے واسطے ۱۸ے اس سے باغ

(۱) توحید پر عقلی دلیل ۱۲

(۲) [illegible] پر عقلی دلیل ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نفخ روح و روئیدن ناخن و موئے ۱۲۔

اور اعادہ کا فائدہ یہ ہے کہ پہلے الذین ھم فی صلاتھم خشعون میں نماز میں خشوع وخضوع کرنے کا ذکر تھا اور یہاں فرائض و واجبات، آداب ومستحبات اور وقتوں کی پابندی کی رعایت سے بلاناغہ نماز قائم کرنے کا ذکر فرمایا کیونکہ لفظ محافظت ان تمام باتوں کو شامل ہے المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا من وقت وطھارۃ وغیرھما والقیام علی ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذالک دأبہ فی کل وقت الخ (کبیر ج ۶ ص۲۷۳) ف۱۰ اولئک ھم الوٰرثون الخ یہ مومنون کے لئے بشارت اخروی ہے اولئک سے المومنون مراد ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف ثلثہ سے متصف ہوں یعنی خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہیں۔ ہر قسم کے شرک اور ہر قسم کے ظلم سے بچتے رہیں ایسے مومن ہی جنت الفردوس کے مستحق اور وارث ہیں ھم فیھا خلدون اور وہ جنت الفردوس میں ہمیشہ رہیں گے نہ جنت فنا ہوگا نہ جنتی فنا ہوں گے اور نہ انہیں اس سے نکالا ہی جائے گا۔ ومعنی الکلام لا یموتون ولا یخرجون منھا (روح ج ۸ ص۱۲) عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کرنے کے بعد آگے اصل دعوے پر دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے ف۱۱ ولقد خلقنا الخ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ یوم القیمۃ تبعثون میں انسانی زندگی کے مختلف چار ادوار کا ذکر کیا گیا ہے (۱) رحم مادر میں رہنے کا زمانہ (۲) دنیوی زندگی کا دور (۳) برزخی زندگی کا دور (۴) اخروی زندگی کا دور۔ مقصد یہ ہے کہ انسانی زندگی کے یہ تمام انقلابات خداوند تعالیٰ کے اختیار وتصرف میں ہیں اور کسی غیر اللہ کو ان میں کوئی دخل نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا تفصیل سے ذکر کرکے انسان کو اس طرف متوجہ فرمایا کہ ہم نے کس طرح تجھے پیدا فرمایا۔ کیا اس طرح کوئی کر سکتا ہے لیکن پھر بھی مشرکین اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں جیسا کہ ارشاد ہے ولئن سألتھم من خلقھم لیقولن اللہ (زخرف ع ۷) اس سے معلوم ہوا کہ دلیل میں حصر ہے یعنی اس عجیب وغریب طریقہ سے میں نے انسان کو پیدا کیا ہے اس طرح اور کوئی نہیں کر سکتا۔ الانسان میں لام عہد کے لئے اور اس سے مراد حضرت آدم ؑ ہیں جو تمام نوع بشر کے جد امجد ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے مٹی کے خلاصے اور ست سے پیدا فرمایا ف۱۲ ثم جعلنٰہ الخ یہ انسانی زندگی کے ادوار اربعہ میں سے پہلے دور کا ذکر ہے پھر اس دور میں یعنی رحم مادر میں انسان کو چھ حالتوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ پہلی حالت وہ ہے جب نطفہ رحم مادر میں ٹھہرتا ہے اس آیت میں اسی حالت اولیٰ کا ذکر ہے ضمیر مفعول الانسان کی طرف راجع ہے اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے۔ ای ثم جعلنا نسلہ ــــ ویکون (النطفۃ) منصوبا بنزع الخافض واختارہ بعض المحققین ای ثم خلقنا الانسان من نطفۃ کائنۃ فی قرار الخ (روح ج ۸ ص۱۳) اور قرار مکین یعنی قرار کی محفوظ جگہ سے مراد رحم مادر ہے۔ (فی قرار) مستقر یعنی الرحم (مدارک ج ۳ ص۸۶) ف۱۳ ثم خلقنا النطفۃ الخ یہ رحم مادر میں دوسری حالت ہے۔ علقۃ نطفہ قرار پا جانے کے کچھ عرصہ بعد ہم اسے جمے ہوئے خون کی شکل میں بدل دیتے ہیں۔ فخلقنا العلقۃ مضغۃ یہ تیسری حالت ہے پھر اس جمے ہوئے خون کو گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں منقلب کر دیتے ہیں۔ فخلقنا المضغۃ عظاما یہ چوتھی حالت ہے عظاما کا مضاف مقدر ہے اور یہ اس کا قائم مقام ہے ای ذا عظام یعنی پھر ہم اس گوشت میں ہڈیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ فکسونا العظم لحما پانچویں حالت ہے یعنی پھر ہم ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیتے ہیں۔ ثم انشأنٰہ خلقا اٰخر یہ چھٹی حالت ہے یعنی اس کے بعد ہم اس میں روح پھونک کر ایک جداگانہ مخلوق بنا دیتے ہیں جو پہلی تمام حالتوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے پہلے وہ بالکل جماد اور بے حس وحرکت تھا اور اس کے اعضا بھی ناقص تھے لیکن اب ہم نے اسکو جاندار اور سمیع وبصیر بنا دیا اور تمام اعضا کامل بنا دیئے۔ ای خلقا مباینا للخلق الاول مباینۃ ما ابعد ھا حیث جعل حیوانا وکان جمادا وناطقا وکان ابکم وسمیعا وکان اصم وبصیرا وکان اکمہ واودع باطنہ وظاھرہ بل کل عضو من اعضائہ وکل جزء من اجزائہ عجائب فطرۃ وغرائب حکمۃ لا یحیط بھا وصف الواصفین ولا شرح الشارحین (کبیر ج ۶ ص۲۷۵) فتبٰرک اللہ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی جو اللہ تعالیٰ کمال قدرت اور حسن صنعت سے ایک حقیر نطفے کو مختلف احوال سے گذار کر ایک خوبصورت تام الخلقت اور کامل الحواس انسان کی شکل میں پیدا کرتا ہے جب یہ سب کچھ وہی کرتا ہے تو برکات دہندہ اور سب کا کارساز بھی وہی ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف وبرکات دہندہ نہیں، الخٰلقین بمعنی موجدین یا مقدرین ہے ف۱۴ ثم انکم بعد ذالک الخ یہ انسانی زندگی کا تیسرا دور ہے اور تخویف اخروی ہے یعنی عالم برزخ۔ دوسرے دور کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن اشارۃً وہ مفہوم ہو رہا ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون یہ چوتھے دور کا ذکر ہے یعنی اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہو گے آخر ایک دن تمہیں مرنا ہے اور مرنے کے بعد پھر تمہیں زندہ کیا جائے گا اور تم خدا کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس لئے حیا کرو اور خدائے قہار کے عذاب سے ڈرو اور اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کرو ف۱۵ ولقد خلقنا فوقکم ــــ تا ــــ وصبغ للاٰکلین یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے پہلی دلیل میں انسان کی پیدائش کا ذکر دوسری اور تیسری دلیلوں میں انسان پر کئے گئے گوناگوں انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اس دلیل کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں انسانوں کی پیدائش کا ذکر ہے دوسرے حصے میں آسمانوں سے بارش برسانے اور تیسرے حصے میں زمین میں انواع واقسام رزق پیدا کرنے کا ذکر ہے۔ اس سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادر ومتصرف، کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور دوسری طرف یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام غلے، پھل اور میوے اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں لہذا ان چیزوں سے نذر ونیاز بھی صرف اسی کے نام کی دیا کرو۔ ولقد خلقنا فوقکم الخ یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس سے دعوے کا پہلا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ متصرف وکارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے طرائق، طریقۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد آسمان ہیں کیونکہ جو چیز کسی دوسری چیز کے اوپر ہو اُسے طریقۃ کہتے ہیں اور آسمان چونکہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا یا طریقۃ راستے کے معنی میں ہے اور آسمانوں میں چونکہ فرشتوں کے صعود ونزول کے لئے راستے ہیں اس لئے انھیں طرائق کہا گیا ہے قیل للسمٰوٰت طرائق لان بعضھا فوق بعض والعرب تسمی کل شئی فوق شئی طریقۃ وقیل لانھا طرائق الملائکۃ (قرطبی ج ۱۲ ص۱۱۱) قال علی بن عیسٰی سمیت بذالک لانھا طرائق للملئکۃ فی العروج والھبوط والطیران الخ (کبیر ج ۶ ص۲۷۷ کذا فی جامع البیان ص۲۹۹) ف۱۶ وما کنا عن الخلق الخ۔ اس سے دعوے کا دوسرا حصہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب

اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ایسا بے پایاں جہان پیدا کر کے ہم اس مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں بلکہ ہم باقاعدہ ساری مخلوقات کی دیکھ بھال، سارے عالم کی تدبیر اور تمام جہانوں کی
پرورش کر رہے ہیں بل نعلم جمیع المخلوقات جبلتھا و دقیقھا وندبر امرھا (جامع البیان) جب سارے جہان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سارے عالم کا مدبر و قیوم
اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۱۷؎ وانزلنا الخ یہ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی ہم پورے اندازے سے
بارش برساتے ہیں جس سے زمین میں غلے اور پھل پیدا ہوتے ہیں فاسکنّٰہ فی الارض ضرورت سے زائد پانی کو ہم زمین میں جذب کر کے یا وادیوں میں جمع کر کے

نَخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَّمِنْهَا
کھجور اور انگور کے تمہارے واسطے انمیں میوے ہیں بہت اور انہی میں سے
تَاْكُلُوْنَ ⑲ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ
کھاتے ہو ۱۹؎ اور وہ درخت جو نکلتا ہے سینا پہاڑ سے
تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ⑳ وَاِنَّ لَكُمْ
لے اُگتا ہے تیل اور روٹی ۲۰؎ ڈبونا کھانیوالوں کیواسطے اور تمہارے لئے
فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ
چوپایوں میں ۲۱؎ دھیان کرنیکی بات ہے پلاتے ہیں ہم تمکو ان کے پیٹ کی چیز سے اور
لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ㉑ وَعَلَيْهَا
تمہارے لئے ان میں بہت منافع ہیں اور بعضوں کو کھاتے ہو اور اُن پر
وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ㉒ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا
اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور ہم نے بھیجا نوح کو
اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
اس کی قوم کے پاس ۲۲؎ تو اسنے کہا اے قوم بندگی کرو اللہ کی تمہارا کوئی
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ㉓ فَقَالَ الْمَلَؤُا
حاکم نہیں اسکے سوائے کیا تم ڈرتے نہیں تب بولے سردار
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ
جو ۲۳؎ کافر تھے اس کی قوم میں یہ کیا ہے ایک آدمی ہے
مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ
جیسے تم چاہتا ہے کہ بڑائی کرے تم پر اور اگر اللہ چاہتا
اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا
تو اتارتا فرشتے ہم نے یہ نہیں سُنا اپنے ۲۴؎ اگلے باپ

وقف لازم

ع ۱ / ۲

۱؎ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲
۲؎ توحید پر پہلی نقلی دلیل ۱۲
۳؎ قوم کو دعوت توحید ۱۲

محفوظ کر دیتے ہیں جیسے چشموں اور ندیوں کی صورت میں
بہاتے ہیں یا تم کنوئیں اور نہریں کھود کر اُسے حاصل
کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ ھذا الذی
ذکرہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ واخبر بانہ استودعہ
فی الارض وجعلہ مخزونا لسقی الناس یجدونہٗ
عند الحاجۃ الیہ وھو ماء الانھار والعیون وما
یستخرج من الآبار (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۱۲) وانا علیٰ
ذھاب الخ یہ ایک قسم کی تخویف دنیوی ہے یعنی ہم اس
بات پر بھی قادر ہیں کہ ذخیرہ آب کو بخارات بنا کر
اڑا دیں یا زمین میں اس طرح جذب کر دیں کہ تم
اس سے فائدہ نہ اٹھا سکو اور تم اور تمہارے چوپائے
پیاس سے ہلاک ہو جائیں ۱۸؎ فانشأنا لکم الخ یہ دوسری
عقلی دلیل کا تیسرا حصہ ہے یہ کھجور اور انگور کے باغات
ہم ہی نے پیدا کئے اس کے علاوہ اور بہت سے میوے
پیدا کئے ومنھا تاکلون۔ من تبعیضیہ ہے ای بعضھا
یعنی ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے بھی فائدہ اٹھاتے
ہو اور ان میں سے کچھ خود کھاتے بھی ہو یا من ابتدائیہ
ہے اور اکل سے مجازاً روزی کمانا مراد ہے یعنی
ان پھلوں اور میووں کی تجارت سے تم روزی کماتے ہو
ومن ابتدائیۃ وقیل انھا تبعیضیۃ ومضمونھا
مفعول (تاکلون) والمراد بالاکل معناہ الحقیقی
(روح ج ۱۸ ص ۲۱) ومنھا تاکلون من قولھم فلان
یاکل من حرفۃ یحترفھا ومن صنعۃ یعتلھا
ومن تجارۃ یتربح بھا یعنون انھا طعمتہ وجھتہ
التی منھا یحصل رزقہ الخ (بحر ج ۶ ص ۴۰۰) ۱۹؎
وشجرۃ الخ یہ جنّٰت پر معطوف ہے اور اس درخت
سے زیتون کا درخت مراد ہے طور سیناء وہی پہاڑ
ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے
تھے طور بمعنی پہاڑ اور سیناء اس پہاڑ کا نام ہے یہ
پہاڑ ملک شام میں واقع ہے اس پر زیتون بکثرت پیدا ہوتا ہے تنبت بالدھن الخ جملہ شجرۃ کی صفت ہے اور با ملابست و مصاحبت کے لئے ہے جس
کا متعلق محذوف ہے اور وہ تنبت کے فاعل سے حال واقع ہے ای تنبت متلبسۃ بالدھن (روح) یعنی وہ درخت پیدا ہوتا ہے تو روغن بھی اس کے
ساتھ ہوتا ہے یا با بمعنی مع ہے اور یہ حال ہے۔ قال الزجاج الباء للحال ای تنبت ومعھا الدھن (مدارک ج ۳ ص ۹۰) روغن سے روغن زیتون مراد
ہے ۲۰؎ وصبغ للاٰکلین یہ الدھن پر معطوف ہے اور صبغ کے لغوی معنی رنگ کے ہیں لیکن اس سے مراد سالن ہے یعنی جس چیز کے ہمراہ روٹی کھائی جائے تاکہ وہ
خوش گوار ہو جائے صبغ سے مراد روغن زیتون ہی ہے کیونکہ عرب کے لوگوں میں یہ ایک عمدہ سالن شمار ہوتا تھا یا اس سے زیتون کا پھل مراد ہے جو بطور سالن استعمال
ہوتا تھا جعل اللہ فی ھذہ الشجرۃ المبارکۃ ادما وھو الزیتون ودھنا وھو الزیت (خازن و معالم ج ۵ ص ۳۵) اب غور کرو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے

پیدا کی ہیں اور یہ سارے انعامات اُسی نے عطاء فرمائے ہیں اس لئے اُسی کو کارساز سمجھو حاجات میں غائبانہ اُسی کو پکارو۔ اور اس کے پیدا کئے ہوئے غلوں اور پھلوں سے اُسی کے نام کی نذریں دو ۲۱ وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے فرمایا ان چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت اور توحید کے دلائل ہیں مما فی بطونھا۔ ما سے دودھ مراد ہے یہ ہماری قدرت کی ایک نشانی ہے کہ ہم چوپایوں کے پیٹ سے گوبر اور خون سے بالکل پاک صاف دودھ پیدا کرتے ہیں جو تمہیں لذیذ اور خوشگوار غذا کا کام دیتا ہے ولکم فیہا منافع الخ اس کے علاوہ ان چوپایوں میں تمہارے لئے اور بہت فائدے ہیں مثلاً انکی تجارت کے ذریعے دولت کماتے ہو ومنہا تاکلون

الاولین ۲۴ ان ھو الا رجل بہ جنۃ فتربصوا
دادوں میں اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے ۲۵ کہ اس کو سودا ہے سو راہ دیکھو
بہ حتی حین ۲۵ قال رب انصرنی بما کذبون ۲۶
اس کی ایک وقت تک بولا اے رب تو مدد کر میری ۲۶ کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا
فاوحینا الیہ ان اصنع الفلک باعیننا ووحینا
پھر ہم نے حکم بھیجا اسکو کہ بنا کشتی ۲۷ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم
فاذا جاء امرنا وفار التنور فاسلک فیہا من
سے پھر جب پہنچے ہمارا حکم اور ابلے تنور تو تو ڈال لے کشتی میں
کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق
ہر چیز کا جوڑا دو دو اور اپنے گھر کے لوگ مگر جس کی قسمت میں پہلے
علیہ القول منہم ولا تخاطبنی فی الذین
سے ٹھہر چکی ہے بات اور مجھ سے بات نہ کر ان ظالموں
ظلموا انہم مغرقون ۲۷ فاذا استویت انت
کے واسطے بیشک ان کو ڈوبنا ہے پھر جب چڑھ چکے تو ۲۸
ومن معک علی الفلک فقل الحمد للہ الذی
اور جو تیرے ساتھ ہے کشتی پر تو کہہ شکر اللہ کا جس نے
نجنا من القوم الظلمین ۲۸ وقل رب
چھڑا دیا ہمکو گنہگار لوگوں سے اور کہہ اے رب
انزلنی منزلا مبرکا وانت خیر المنزلین ۲۹
اتار مجھ کو برکت کا اتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا
ان فی ذلک لایت وان کنا لمبتلین ۳۰ ثم
اس میں نشانیاں ہیں ۲۹ اور ہم ہیں جانچنے والے ۳۰ پھر

منزل ۴

۱ اتمام صنعت کارسازی ۱۲

۲ یعنی واقعہ مذکورہ ۱۲

۳ مخففہ من المثقلہ

۴ دلیل اول کا ثمرہ ہے ۱۲

چوپائے زندہ ہوں تو بھی تمہارے لئے ان میں منافع ہیں اور اگر ان کو ذبح کر لو تو بھی ان کا گوشت کھاتے ہو اور ان کی کھالیں فروخت کرکے روزی کماتے ہو۔ وعلیہا الخ بعض چوپائے تمہاری سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اسی طرح یہ دونوں کام تم کشتیوں سے بھی لیتے ہو جو محض اللہ تعالٰے کی قدرت اور اسکی مہربانی سے صحیح سلامت دریاؤں اور سمندروں میں سفر کرتی ہیں جس اللہ تعالٰی نے اپنی قدرت اور مہربانی سے یہ تمام نعمتیں عطاء کی ہیں وہی سب کا کارساز ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے یہاں تک دلائل عقلیہ ختم ہوئے اب آگے دلائل نقلیہ کا ذکر ہے ۲۲ ولقد ارسلنا الخ توحید پر پہلی نقلی دلیل از حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ پیغام دیا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو عبادت بھی اسی کی بجالاؤ یعنی حاجات ومشکلات میں صرف اُسی کو پکارو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی کارساز اور مستحق عبادت نہیں عبادت بمعنی دعاء ہی ہے کیونکہ حدیث میں ہے الدعاء مخ العبادۃ۔ افلا تتقون۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے اور غیر اللہ کو غائبانہ پکارتے ہو ۲۳ فقال الملؤا الخ قوم کے مشرک سرداروں نے لوگوں کو حضرت نوح ؑ سے بدظن کرنے کے لئے عوام سے کہا کہ نوح ؑ پیغمبر نہیں ہے وہ تو تم جیسا بشر اور انسان ہے پھر اس میں کون سی خوبی ہے کہ وہ رسالت ونبوت کا مستحق ہو بات دراصل یہ ہے کہ نوح ؑ پیغمبری کا دعوےٰ کرکے قوم کا سردار اور بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اہل دنیا چونکہ خود اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل حق کو اس کا طعنہ دیتے ہیں ولو شاء اللہ الخ اگر اللہ تعالٰی کو رسول بھیجنا مقصود تھا تو وہ کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا یہ نوح تو بشر ہے اس لئے وہ ہرگز نبی نہیں کیونکہ بشر نبی نہیں ہو سکتا۔ عیاذا باللہ ــــــ بیان لعدم رسالۃ البشر علی الاطلاق علی زعمہم الفاسد بعد تحقیق بشریتہ علیہ السلام (روح ج ۱۸ صـ ۲۵) ۲۴ ما سمعنا الخ ھذا سے اس کلام کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو توحید کی طرف دعوت دی یا بشر ہونے کی طرف اشارہ ہے (بھذا) ای بارسال بشر رسولا او بما یامرنا بہ من التوحید (مدارک ج ۳ صـ ۹۰) الذی یدعونا الیہ نوح (خازن ومعالم ج ۵ صـ ۳۶) یعنی ہم نے اپنے باپ دادا سے یہ مسئلہ توحید آج تک نہیں سنا جس کی نوح (علیہ السلام) دعوت دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت آدم، شیث اور ادریس علیہم السلام کی تعلیم کو یکسر بھول چکے تھے یا محض ضد وعناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا۔ ثم ان قولہم ھذا اما لکونہم وابائہم فی فترۃ واما لفرط غلوھم فی التکذیب والعناد وانہماکہم فی الغی والفساد (روح ج ۱۸ صـ ۲۵) ۲۵ ان ھو الخ

یہ بھی رؤساء مشرکین کا قول ہے نوح ایک ایسی بات کہتا ہے (یعنی صرف ایک اللہ ہی کو پکارو) جو ہم نے آج تک نہیں سُنی اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کے حواس درست نہیں ہیں۔ معاذ اللہ! اس لئے اسے اسکے حال پر چھوڑ دو۔ شاید کچھ عرصہ کے بعد اسکی دماغی حالت درست ہوجائے اور وہ اپنے اس عجیب و غریب دعویٰ سے باز آجائے۔ یہ مشرکین کی ضد و عداوت کی انتہا تھی **۲۶** قال رب انصرنی الخ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم ضد و عناد سے اپنے مشرکانہ عقائد و اعمال پر جمی رہی تو ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی "اے اللہ میری متواتر تبلیغ و

أَنشَأْنَا مِنۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا ءَاخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ

اٹھائی ہم نے — ان سے پیچھے — ایک جماعت اور — پھر بھیجا ہم نے **۳۱** ان میں

رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥٓ ۚ

ایک رسول ان میں کا — کہ — بندگی کرو اللہ کی — کوئی نہیں تمہارا حاکم اسکے سوائے

أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ ٱلْمَلَأُ مِن قَوْمِهِ ٱلَّذِينَ

پھر کیا تم ڈرتے نہیں — اور بولے سردار — اس کی قوم کے **۳۲** — جو

كَفَرُوا۟ وَكَذَّبُوا۟ بِلِقَآءِ ٱلْءَاخِرَةِ وَأَتْرَفْنَٰهُمْ فِى

کافر تھے — اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو — اور — آرام دیا تھا انکو ہم نے

ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا مَا هَٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

دنیا کی زندگی میں — اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے **۳۳** — جیسے تم — کھاتا ہے جس قسم سے

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ

تم کھاتے ہو — اور پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو — اور کہیں

أَطَعْتُم بَشَرًا مِّثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَٰسِرُونَ ﴿٣٤﴾ أَيَعِدُكُمْ

تم چلنے لگے کہنے پر ایک آدمی کے اپنے برابر کے — اور تم بیشک خراب ہوئے — کیا تمکو وعدہ دیتا

أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنتُمْ تُرَابًا وَعِظَٰمًا أَنَّكُم

۳۴ کہ جب تم مر جاؤ — اور ہو جاؤ — مٹی — اور — ہڈیاں — تو تمکو

مُّخْرَجُونَ ﴿٣٥﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ

نکلنا ہے — کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو وعدہ تم کو ملتا ہے — اور کچھ نہیں

هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ

یہی — جینا ہے ہمارا **۳۵** دنیا کا — مرتے ہیں اور جیتے ہیں — اور ہم کو پھر

بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا

اٹھنا نہیں — اور کچھ نہیں یہ ایک مرد ہے — باندھ لایا ہے اللہ پر جھوٹ

ع ۲ / ۲

دوسری نقلی دلیل ۱۲

دعوت پر ان کے مسلسل انکار و جحود کی وجہ سے اب انہیں ہلاک کردے اور میری تکذیب کا ان سے انتقام لے۔ ای اھلکھم بسبب تکذیبھم ایای (کبیر ج ۶ ص ۲۰۰) **۲۷** فاوحینا الخ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو طوفان سے ہلاک کرنیکا فیصلہ فرمایا۔ اس پر نوح علیہ السلام اور مومنوں کے بچاؤ کی تدبیر ارشاد فرمائی کہ ہماری ہدایات کے مطابق ایک کشتی تیار کرلو اور جب تنور میں سے پانی اُبلنے لگے فوراً خود بھی اس میں سوار ہوجاؤ اور اپنے مومن اہل و عیال اور دوسرے مومنوں کو بھی اس میں سوار کرلو اور جن جانوروں کی زیادہ ضرورت ہے ان میں سے بھی ایک ایک جوڑا (نر و مادہ) ساتھ لے لو۔ اور اب ان مشرکین کے بارے میں کسی قسم کی سفارش وغیرہ نہ کرنا کیونکہ اب ہم انہیں ہلاک کرنیکا فیصلہ کرچکے ہیں **۲۸** فاذا استویت الخ جب تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوجاؤ تو شکر نعمت کے طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو جس نے ظالم و سرکش قوم سے تم کو نجات دی ہے وہی تو کارساز اور مصائب و مشکلات سے نجات دینے والا ہے وقل رب انزلنی الخ اور یہ بھی دعا مانگو کہ اے اللہ اس کشتی سے مجھے صحیح سلامت اتاریو اور میرے اترنے کو دین و دنیا کی برکات کا سبب بنائیو (منزلا مبارکا) یتسبب لمزید الخیر فی الدارین (روح ج ۱۸ ص ۲۸) **۲۹** ان فی ذالک الخ ذالک سے واقعہ مذکورہ کیطرف اشارہ ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور مومنوں کو بچانے اور مشرکین کو ہلاک کرنے میں ہماری قدرت کاملہ کی نشانیاں ہیں اور منکرین کے لئے عبرت اور موعظت ہے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور ان کے دشمنوں اور منکرین توحید کو ہلاک کرتا ہے ای دلالات علی کمال قدرۃ اللہ تعالیٰ و انہ ینصر انبیاءہ و یہلک اعداءھم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۰)

۳۰ وان کنا الخ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اسکا اسم ضمیر شان محذوف ہے۔ ابتلاء۔ بلاء سے ہے بمعنی امتحان یا عذاب حضرت شیخ قدس سرہٗ نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے وان ای انہ کنا لمبتلین مختبرین قوم نوح البلاء او عبادنا لننظر من یعتبر او مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم (جامع البیان ص ۳۰۰) ای وان الشان کنا مصیبین قوم نوح ببلاء عظیم و عقاب شدید او مختبرین بھذہ الاٰیات عبادنا لننظر من یعتبر و یتذکر (روح) یعنی ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ قوم نوحؑ کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بندوں کو آزمانے کے لئے کیا کہ ان میں سے کون عبرت و نصیحت حاصل کرتا ہے۔ یہ پہلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ ہم نے قوم نوحؑ کو سخت دردناک عذاب میں مبتلا کیا مگر ان کا کوئی معبود اور خود ساختہ کارساز ان کی مدد کو نہ پہنچا تو اس سے معلوم ہوا کہ کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ثم انشانا الخ قوم نوحؑ کی تباہی کے بعد ہم نے کئی اور قومیں پیدا کیں **۳۱** فارسلنا فیھم الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے از ہودؑ

برائے نفی شرک فی التصرف۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو پیغام دیا تھا اعبدوا اللہ مالکم الخ تم صرف اللہ ہی کو حاجات و مصائب میں پکارو کیونکہ اسکے سوا تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں ۳۲ وقال الملاء الخ حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کے جواب میں انکی قوم کے مشرکین نے وہی کچھ کہا جو دعوت نوح علیہ السلام کے جواب میں انکی قوم کے رؤسا کہہ چکے تھے الذین کفروا الخ وہ توحید کے بھی منکر تھے اور قیامت کے بھی واترفنھم الخ ہم نے ان کو دنیوی انعامات سے مالا مال کر رکھا تھا یعنی نعمناھم ووسعنا علیھم فی الحیاۃ الدنیا (خازن ج ۵ ص ۳۷) ہم نے ان کو دنیا میں انعام و اکرام سے نوازا مگر انہوں نے ہمارے پیغام توحید کا سختی سے مقابلہ کیا اور رد و عناد سے اس کا انکار کیا ۳۳ ماھذا الخ رؤساء

وَمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اور اسکو ہم نہیں ماننے والے بولا اے رب میرے ۳۶ مدد کر کہ

كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

انہوں نے مجھ کو جھٹلایا فرمایا اب تھوڑے دنوں میں صبح کو رہ جائینگے پچھتاتے

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا

پھر پکڑا اُن کو چنگھاڑ نے تحقیق پھر کر دیا ہم نے انکو کوڑا سو دور ہوجائیں

لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا

گنہگار لوگ ف پھر پیدا کیں ہم نے ان سے پیچھے ۳۷ جماعتیں

اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور نہ آگے جائے کوئی قوم اپنے وعدہ سے اور نہ پیچھے رہے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا

پھر بھیجتے رہے ۳۸ ہم اپنے رسول لگاتار جہاں پہنچا کسی امت کے پاس انکا رسول

كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ

اسکو جھٹلا دیا پھر چلائے گئے ہم ایک کے پیچھے دوسرے اور کر ڈالا انکو کہانیاں

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ

سو دور ہوجائیں جو لوگ نہیں مانتے پھر بھیجا ہم نے ۳۹ موسیٰ اور اسکے بھائی

هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہارون کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس

فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

پھر لگے بڑائی کرنے اور وہ لوگ زور پر چڑھ رہے تھے سو بولے کیا ہم مانیں گے

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا

اپنی برابر کے دو آدمیوں کو اور ان کی قوم ہمارے تابعدار ہیں پھر جھٹلایا ان دونوں کو

منزل ۴

مشرکین نے عوام سے کہا یہ پیغمبر تو تم جیسا بشر ہی ہے تمہاری طرح کھاتا پیتا ہے اس میں نبی ہونے کی کونسی خصوصیت ہے جس طرح تم کھانے پینے کے محتاج ہو اسی طرح وہ بھی محتاج ہے۔ فلا فضل لہ علیکم لانہ محتاج الی الطعام والشراب کانتم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۱) انکا خیال تھا کہ پیغمبر تو فرشتہ ہونا چاہیئے جو کھانے پینے اور دیگر حوائج بشریہ سے بے نیاز ہو۔ ولئن اطعتم الخ جب ہود علیہ السلام کو تم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں بلکہ وہ بھی تم جیسا ایک بشر ہی ہے تو اگر تم اس کی بات مان کر اپنے معبودوں کی عبادت اور حاجات میں انہیں پکارنا چھوڑ دو گے تو بہت بڑے خسارے میں رہو گے اور پھر اپنے جیسے بشر کی پیروی کرنے اور اس کو اپنا متبوع و مطاع مان لینے میں تمہاری ذلت اور توہین ہے یرید لمغبونون بترککم الھتکم و اتباعکم ایاہ عن غیر فضیلۃ لہ علیکم (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۲۲) لخسرون عقولکم ومغبونون فی اٰرائکم حیث اذللتم انفسکم (ابو السعود ج ۶ ص ۲۸۷) ۳۴ ایعدکم الخ یہ بھی رؤسا مشرکین کا مقولہ ہے ایعدکم ای یقول لکم یعنی وہ (ہود علیہ السلام) یہ بھی کہتا ہے کہ جب تم مر کر مٹی ہو جاؤ گے اور تمہاری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ ھیھات اسم فعل ہے بمعنی ماضی ای بعد اور لام زائدہ ہے اور ھیھات کا تکرار تاکید کے لئے ہے (بحر، روح) یعنی جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید بات ہے اس کا وقوع ناممکن ہے امام زجاج کی تفسیر سے اس کا مصدر ہونا معلوم ہوتا ہے قال الزجاج البعد لما توعدون او بعد لما توعدون (بحر ج ۶ ص ۴۰۵) اس صورت میں لام زائدہ نہیں ہو گا لیکن زجاج کا قول نقل کرنے کے

تیسری توحید پر اجمالی نقلی دلیل ۱۲

چوتھی نقلی دلیل ۱۲

بعد علامہ ابوحیان لکھتے ہیں وینبغی ان یجعل کلامہ تفسیر اعراب لانہ لم یثبت مصدریۃ ھیھات یعنی زجاج کا قول ھیھات کے معنی کی تفسیر ہے نہ کہ اعراب کی کیونکہ ھیھات کا مصدر ہونا ثابت نہیں واللہ اعلم ۳۵ ان ھی الخ دوبارہ زندہ ہونا بالکل عقل و قیاس سے بعید بات ہے اور نہ کوئی اور زندگی ہے بس اصل زندگی یہی دنیا ہی میں ہے جسے ہم اس زمین پر بسر کرتے ہیں جب ہم مر جائیں گے تو یہ زندگی ختم ہو جائے گی اور ہم بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے ان ھو الا رجل الخ یہ ہود تو (عیاذا باللہ) خدا پر بہتان باندھتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اس نے مجھے مسئلہ توحید اور حشر و نشر کے عقیدے کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بھیجا ہے اس لئے ہم تو اسکی بات ہرگز نہیں مانیں گے ای ما ھو الا مفتر علی اللہ فیما یدعیہ من استنبائہ لہ وفیما یعدنا من البعث (مدارک ج ۳ ص ۹۰)

فتح الرحمٰن ف ۱ اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں۔

۳۶ قال رب الخ جب حضرت ہود علیہ السلام عوام و خواص مشرکین کے ایمان سے مایوس ہوگئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی ہلاکت کی بددعا کی داعلم ان ذلک الرسول
لمایئس من قبول الاکابر والاصاغر فزع الی ربہ وقال رب انصرنی بما کذبون فاجابہ اللہ فیما سأل (کبیر ج ۶ ص ۲۹۴) قال عما قلیل الخ عن بمعنی
بعد ہے اور ما نکرہ موصوفہ ہے اور ظرف لیصبحن سے متعلق ہے یا ما زائدہ ہے (ابوالسعود۔ روح) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ صبر کرو بہت تھوڑے سے وقت کے
بعد ہی ان پر عذاب آنیوالا ہے جسے دیکھ کر وہ بہت نادم اور پشیمان ہونگے فاخذتھم الصیحۃ الخ چنانچہ فوراً ہی ان پر ایک تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا گیا

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
پھر ہوگئے غارت ہونے والوں میں اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ
تاکہ وہ راہ پائیں اور بنایا ہم نے ۴۱ مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو
آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا
ایک نشانی اور انکو ٹھکانا دیا ایک ٹیلہ پر جہاں ٹھہرنے کا موقع تھا اور پانی نتھرا ۴۲ وا اے
الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي
رسولو ۴۳ کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو
بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٥١﴾ وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً
تم کرتے ہو میں جانتا ہوں وا اور یہ لوگ ہیں ۴۴ تمہارے دین کے سب
وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ
ایک دین پر اور میں ہوں تمہارا رب سو مجھ سے ڈرتے رہو پھر پھوٹ ڈالکر کرلیا اپنا کام
بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٥٣﴾
آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ۴۵ ہر فرقہ ۴۶ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں ف
فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿٥٤﴾ أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا
سو چھوڑ دے ان کو ان کی بیہوشی میں ڈوبے ایک وقت تک ۴۷ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ جو
نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ
ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال ۴۸ اور اولاد سو دوڑ دوڑ کر پہنچا رہے ہیں ہم انکو
فِي الْخَيْرَاتِ ۚ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ هُمْ
بھلائیاں یہ بات نہیں وہ سمجھتے نہیں وا البتہ جو لوگ
مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِ
اپنے رب کے خوف سے ۴۹ اندیشہ رکھتے ہیں اور جو لوگ ۵۰

جس میں جبریل علیہ السلام کی ہیبت ناک آواز بھی شامل تھی اس طوفان نے ان کو اس طرح برباد کیا کہ انکی نعشیں خس و خاشاک کی مانند ٹکڑے اور چورہ چورہ ہوگئیں غثاء وہ خس و خاشاک جو پانی کی سطح پر تیرتا ہے ای کغثاء السیل وھو ما یحملہ من الورق والعیدان البالیۃ (روح ج ۸ ص ۳۴) یہ اس دلیل کا ثمرہ ہے مشرکین قوم ہود نے جن خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور انھیں اللہ کے عذاب سے نہ بچایا

۳۷ ثم انشأنا الخ ان کے بعد ہم نے کئی قرن آباد کئے اور ان میں اپنے پیغمبر بھیجے اور سرکش قوموں کو ہلاک کیا۔ ما تسبق من امۃ الخ ہر قوم کی ہلاکت کا جو وقت مقرر تھا اس وقت پر اسے ہلاک کردیا گیا نہ مقررہ وقت سے پہلے کسی قوم پر عذاب آیا اور نہ وقت معین میں تاخیر ہی ہوئی

۳۸ ثم ارسلنا الخ یہ توحید پر تیسری نقلی دلیل ہے یہاں اجمالاً ذکر فرمایا کہ پھر ہود علیہ السلام کے بعد ہم نے مسلسل اپنے پیغمبر بھیجے جو اپنی امتوں کو دعوت توحید دیتے رہے جب ایک قوم نے ہمارے رسول کی تکذیب کی اور دعوت توحید کو نہ مانا تو ہم نے ان کو ہلاک کردیا اور انکی جگہ اوروں کو پیدا کیا تتریٰ اصل میں وتریٰ تھا واؤ کو تا سے بدل دیا گیا اور یہ رسلنا سے حال واقع ہے ای ارسلنا رسلنا متواترین (بحر، روح) وجعلنھم احادیث الخ یعنی دعوت توحید کو رد کرنے والوں اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالوں کو ہم نے نیست و نابود کردیا اور دنیا سے ان کا نام نشان ہی مٹا ڈالا البتہ انکی باتیں باقی رہ گئیں لوگ تعجب اور عبرت کے طور پر ان کی کہانیاں بیان کرنے لگے اخبارا یسمع بھا یتعجب منھا (مدارک ج ۳ ص ۹۳)

۳۹ ثم ارسلنا موسیٰ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر چوتھی نقلی دلیل ہے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم نے واضح دلائل اور کھلے معجزات دیکر فرعون کے پاس بھیجا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھرے دربار میں فرعون

موضح قرآن ف۱ حضرت عیسیٰ جب ماں سے پیدا ہوئے اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سُنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا۔ وہ دشمن ہوا ان کی تلاش میں پڑا۔ ان کو بشارت ہوئی کہ اسکے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک میں گئے ایک گاؤں کے زمیندار نے حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰ جوان ہوئے اس وطن کا بادشاہ مرچکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا ف۲ یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم ایک ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب خلق جانتے ہیں ف۳ ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا انکا حکم جدا جدا ہے آخر ہمارے پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتا دیا اب سب دین مل کر ایک دین ہوگیا۔

اور قوم فرعون کو توحید کی دعوت دی فاستکبروا الخ لیکن انہوں نے حکومت اور دولت و اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس کو ٹھکرا دیا انؤمن لبشرین الخ اور صاف کہہ دیا موسیٰ و ہارون دونوں بشر ہیں ہم انھیں کس طرح اللہ کے نبی مان لیں۔ اور پھر ساتھ ہی وہ ہیں تو قوم بنی اسرائیل کے افراد جو ساری کی ساری ہماری غلام ہے اور سرِ وقت ہماری خدمت اور غلامی میں لگی رہتی ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم ایک پست قوم کے دو آدمیوں کو نبی مان لیں بنی اسرائیل اصل میں ایک بہت بلند مرتبہ اور شریف قوم تھی لیکن انقلاب زمانہ کی وجہ سے وہ قوم فرعون کے محتاج اور دست نگر ہو چکے تھے کیونکہ قوم فرعون حاکم تھی اور وہ محکوم اسی لئے فرعون اور اس کی قوم انھیں حقیر سمجھتے تھے۔

[۴۰] فکذبوھما الخ قوم فرعون نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی تو انھیں عذاب غرق سے ہلاک کر دیا گیا ولقد اٰتینا موسی الکتٰب الخ موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب بھی دی جو سراپا ہدایت تھی تاکہ وہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔ ان واقعات سے اہل مکہ کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے ہم نے پہلی قوموں میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے ان کو توحید کی دعوت دی لیکن مشرکین نے دعوت کو رد کر دیا۔ آخر ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ مشرکین مکہ بھی ان معاند و سرکش کافروں کی طرح دعوت توحید کا انکار کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس انکار و جحود سے باز نہ آئے اور ضد و عناد سے ہمارے پیغمبر کی تکذیب کرتے رہے تو انہیں بھی دردناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے گا [۴۱] وجعلنا ابن مریم الخ یہ توحید پر پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ بھی ہماری قدرت کاملہ اور وحدانیت کی واضح دلیل تھیں مریم صدیقہ، طیبہ و طاہرہ محض ہماری قدرت سے حاملہ ہوئیں اور عیسےٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے اور پھر پیدا ہوتے ہی والدہ کی گود ہی میں توحید کا اعلان بھی کر دیا۔ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ الخ (مریم ع ۲) یعنی میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عبادت صرف اسی کی کرو اور حاجات میں فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو یہی سیدھی راہ ہے ربوۃ کے لغوی معنی بلند زمین کے ہیں۔ ھی ما ارتفع من الارض دون الجبل (روح ج ۱۸ ص۳۵) ربوہ سے مراد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سب سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ ربوہ سے ارض بیت المقدس مراد ہے کیونکہ وہ دوسرے علاقوں کی نسبت بلند بھی ہے اور اس میں ندیاں بھی رواں دواں ہیں یہ قول حضرت ابن عباس، امام قتادہ، ضحاک اور کعب سے منقول ہے۔ قال ابن عباس ھی بیت المقدس (خازن ج ۵ ص۳۵) قال قتادۃ کنا نحدث ان الربوۃ بیت المقدس (ابن جریر) قال الضحاک وقتادۃ (الی ربوۃ ذات قرار ومعین) ھو بیت المقدس فھذا واللہ اعلم ھو الاظھر (ابن کثیر ج ۳ ص۲۴۶) قال قتادۃ وکعب بیت المقدس وزعم ان فی التوراۃ ان بیت المقدس اقرب الارض الی السماء (بحر ج ۶ ص۴۰۸) حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مجوسی بادشاہ کے زمانے میں بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ نجومیوں کے ذریعہ اسے اس کی اطلاع ہو گئی۔ اب اس نے انھیں تلاش کرنا شروع کر دیا تاکہ انھیں ہلاک کر دیا جائے حضرت مریم اس بادشاہ کے ڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کو لیکر بیت المقدس چلی گئیں جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا اس وقت تک وہیں رہیں وذکر ان سبب ھذا الایواء ان ملک ذالک الزمان عزم علی قتل عیسےٰ علیہ السلام نفرت بہ امہ الخ (روح ج ۱۸ ص۳۵) وسبب الایواء انھا فرت بابنھا عیسےٰ الی الربوۃ وبقیت بھا اثنتی عشرۃ سنۃ وانما ذھب بھما ابن عمھا یوسف ثم رجعت الی اھلھا بعدان مات ملکھم (کبیر ج ۶ ص۲۸۹) یا ربوہ سے وہی وضع حمل کی جگہ مراد ہے کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ فنادھا من تحتھا ان لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا (مریم ع ۲) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ بلند تھی اور نیچے چشمہ یا ندی تھی (ابن کثیر) [۴۲] ذات قرار پرامن اور فراخ جگہ۔ معین بروزن فعیل جاری اور تازہ پانی (قرطبی و روح) [۴۳] یایھا الرسل الخ یہ توحید پر چھٹی نقلی دلیل ہے یایھا الرسل سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے تمام رسولوں سے کہا پہلی پانچ نقلی دلیلیں نفی شرک فی التصرف پر قائم کی گئیں اور اس دلیل سے نفی شرک فعلی مقصود ہے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انھیں استعمال کرو اور اپنی طرف سے کسی چیز کو حرام نہ ٹھہراؤ نیز حلال چیزیں کھاؤ اور حرام و ناپاک مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز سے اجتناب کرو۔ یعنی نہ غیر اللہ کے لئے تحریمات کرو اور نہ غیر اللہ کی نذریں نیازیں دو۔ من الطیبت یعنی غیر الرجس من الاوثان قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا ایھا الرسل الخ کا خطاب بطور حکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا ہے یعنی ہر پیغمبر کو اس کے وقت میں ہم نے حکم دیا تھا حکایۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی وجہ الاجمال لما خوطب بہ کل رسول فی عصرہ (روح ج ۱۸ ص۳۹) ھذا النداء والخطاب لیسا علی ظاھرھما لانھم ارسلوا متفرقین فی ازمنۃ مختلفۃ وانما المعنی الاعلام بان کل رسول فی زمانہ نودی بذلک ووصی بہ (مدارک ج ۳ ص۹۳) واعملوا صالحا اور اللہ کی وحی اور اسکی شریعت کے مطابق عمل کرو اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے اور میں تمہارے اعمال سے باخبر ہوں اور تمام اعمال صالحہ کا پورا پورا بدلہ دوں گا [۴۴] وان ھذہ الخ اس میں خطاب حسب سابق تمام رسولوں سے ہے یا خطاب عام ہے انبیاء علیہم السلام اور دوسرے سب لوگوں کو شامل ہے یا خاص امت محمدیہ سے خطاب ہے اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہوگا۔ والخطاب للرسل علیھم السلام علی نحو ما مر وقیل عام لھم ولغیرھم (روح ج ۱۸ ص۴۰) امۃ کے معنی ملت و شریعت کے ہیں۔ ای ملتکم وشریعتکم ایھا الرسل (امۃ واحدۃ) ای ملۃ وشریعۃ متحدۃ (ابوالسعود ج ۶ ص۲۹۵) امۃ واحدۃ یہ ان ھذہ امتکم کے مضمون سے حال ہے اور یہ گذشتہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ سے متعلق ہے یعنی دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہو گیا اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی دعوت (دلائل نقلیہ) سے بھی واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب کی شریعتوں کے اصول متحد تھے اور وہ سارے کے سارے مسئلہ توحید پر متفق تھے۔ شرک اعتقادی اور شرک فعلی کی نفی سب کی دعوت میں شامل تھی اور ان سب کا متحدہ دعویٰ تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں، اسکے سوا کوئی حاجت روا اور دور و نزدیک سے فریادیں سننے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے وانا ربکم الخ یہ ان ھذہ امتکم الخ پر معطوف ہے اور عطف تفسیری ہے یہ ملت واحدہ کی تفسیر ہے یعنی وہ ملت واحدہ یہ تھی کہ تم سب کا مالک اور کارساز میں ہوں اس لئے میرے عذاب سے ڈرو اور میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو اور نہ کسی کو حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب پکارو [۴۵] فتقطعوا الخ یہ جواب سوال مقدر ہے سوال یہ تھا کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کی ملت ایک تھی اور سب توحید پر متفق تھے تو یہ اختلاف کس طرح پیدا ہو گیا تو اسکا جواب دیا گیا کہ سب لوگوں اور امتوں کے لئے اللہ نے ایک

ہی دین مقرر فرمایا تھا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی بنیاد توحید پر تھی لیکن امتوں کے دنیا پرست عالموں اور دین حق کے باغی مولویوں نے اللہ کی توحید میں اختلاف ڈال دیا۔ اور دین واحد کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور لوگوں کو مختلف اور متضاد فرقوں میں تقسیم کر دیا۔ فتقطعوا کی ضمیر فاعل باغی اور گمراہ پیشواؤں سے کنایہ ہے کیونکہ ہر زمانے میں انہوں ہی نے توحید میں اختلاف ڈالا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ماجاءتھم البینٰت بغیا بینھم الاٰیۃ (البقرہ ع ۲۶) اور آل عمران (ع ۲) میں فرمایا وما اختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ماجاءھم العلم بغیا بینھم الاٰیۃ ان آیتوں سے

[…] رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿٥٩﴾

اپنے رب کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں مانتے

وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ

اور جو لوگ کہ دیتے ہیں ف۱ۃ جو کچھ دیتے ہیں اور انکے دل ف۵۲ ڈر رہے ہیں اسلئے کہ ان کو

إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ ﴿٦٠﴾ أُولَٰئِكَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے ف۱ وہ لوگ ف۵۳ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں

وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا

اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے ف۵۴ مگر اس کی گنجائش کیموافق

وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾

اور ہمارے پاس لکھا ہوا ہے جو بولتا ہے سچ اور ان پر ظلم نہ ہوگا

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ

کوئی نہیں اُن کے دل ف۵۵ بے ہوش ہیں اس سے اور اُن کو ہیں اور کام لگ رہے ہیں

مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا

اس کے سوائے کہ وہ ان کو کر رہے ہیں یہاں تک ف۵۶ کہ جب پکڑیں گے ہم

مُتْرَفِيهِمْ بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا

ان کے آسودہ لوگوں کو آفت میں تبھی وہ لگیں گے چلانے مت چلاؤ

الْيَوْمَ ۖ إِنَّكُمْ مِنَّا لَا تُنْصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي

آج کے دن تم ہم سے چھوٹ نہ سکو گے تم کو سنائی جاتی تھیں میری

تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ﴿٦٦﴾

آیتیں ف۵۷ تو تم ایڑیوں پر الٹے بھاگتے تھے

مُسْتَكْبِرِينَ ۖ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا

اس سے تکبر کر کے اس کو قصہ گو سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے سو کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا

ف۱ جملہ معترضہ ۱۲

ف۲ یعنی نیک عمل کے علاوہ شرکیہ اعمال رسوم جاہلانہ ۱۲

معلوم ہوا کہ یہ لوگوں کو مختلف فرقوں میں متفرق کرنیوالے گمراہ اور باغی مولوی اور پیر ہی تھے زبرا، زبور کی جمع ہے جس کے معنی یہاں فرقہ اور جماعت کے ہیں زبرا ای فرقا وقطعا مختلفۃ (خازن ج ۵ ص۳۹) ف۴۶ کل حزب الخ ان مختلف فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے خود ساختہ دین و عقیدہ پر مطمئن ہے اپنے کو حق پر اور دوسروں کو باطل پر سمجھتا ہے والمراد انھم معجبون بہ معتقدون انہ الحق (روح ج ۱۸ ص۴۲) ف۴۷ فذرھم الخ یہ مشرکین قریش پر شکوی ہے بطور زجر یعنی مشرکین قریش بھی ان لوگوں سے کم نہیں ہیں انہوں نے بھی دین کے معاملے میں گروہ بندی کر رکھی ہے وہ خالص شرک کو اپنا دین سمجھتے ہیں اور پھر اس پر خوش بھی ہیں فرمایا ایسے واضح اور روشن دلائل کے باوجود بھی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور انھیں ایک وقت تک غفلت میں پڑے رہنے دیں جب ہم نے انھیں پکڑ لیا اس وقت ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں سے غفلت کے پردے خود بخود اٹھ جائیں گے لیکن اس وقت حق کو سمجھنے اور ماننے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ف۴۸ ایحسبون الخ ہم نے ان مشرکین کو دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے اس سے انھیں غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم ان کے بھلے میں ہیں اور ان سے خوش ہیں اور ان کے نیک کاموں کے بدلے یہ سب کچھ انہیں دے رہے ہیں بل لا یشعرون یہ یحسبون کے مضمون سے اضراب ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگ تو کالانعام ہیں اصل بات کو سمجھنے کا شعور ہی نہیں رکھتے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے مسلسل انکار کی بناء پر ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان سے حقیقت کا احساس و شعور سلب کر لیا گیا ہے یہ دنیا کی نعمتیں تو ہم نے ان کو استدراج اور امہال کے طور پر دے رکھی ہیں یعنی ہم نے ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہے کہ خوب نافرمانی کر لو اور اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جہنم کا سامان بہم پہنچا لو۔ بل لا یشعرون اضراب من قولہ ایحسبون ای بل ھم اشباہ البھائم لا فطنۃ لھم ولا شعور فیتاملوا ویتفکروا اھو استدراج ام مسارعۃ فی الخیر فیہ تھدید و وعید (بحر ج ۶ ص۴۱۰) ف۴۹ ان الذین الخ دفع عذاب کے لئے ابتداء سورت میں جن امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہاں ان کا اعادہ کیا گیا ہے پہلی آیتوں میں ان مشرکوں کا ذکر تھا جو دنیوی انعامات، مال و اولاد اور مادی منافع کی وجہ سے اس غلط خیال میں مبتلا تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہے اسی لئے ہر قسم کی خیرات و برکات ان پر نازل فرما رہا ہے حالانکہ یہ دولت و ثروت ان

موضح قرآن ف۱ یعنی کیا جانے وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

کے لئے خیر و برکت نہیں بلکہ وبال جان ہے اب ان آیتوں میں ان مومنوں کا ذکر فرمایا جو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی برکات و خیرات کو حاصل کر رہے ہیں جو ان صفات سے متصف ہوتے ہیں اور یہی لوگ آخرت میں اللہ کے عذاب سے نجات پائیں گے۔ اعلم انہ تعالیٰ لما ذم من تقدم ذکرہ بقولہ ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات ثم قال بل لا یشعرون۔ بین بعدہ صفات من یسارع فی الخیرات ویشعر بذالک (کبیر ج ۶ ص۲۹۱) ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون میں الذین ھم فی صلاتھم خشعون کا اعادہ ہے ۵۰ والذین ھم بایٰت الخ اس میں قد افلح المومنون کا اعادہ ہے۔ والذین ھم بربھم لا یشرکون میں ھم عن اللغو معرضون کا اعادہ ہے یہاں شرک سے بعض نے شرک خفی (ریاء) مراد لیا ہے لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ شرک عام ہے خواہ جلی ہو خواہ خفی۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرتے نہ شرک اعتقادی، نہ شرک فعلی اور نہ اپنے اعمال میں ریاء ہی کو شامل ہونے دیتے ہیں اختار بعض المحققین التعمیم ای لا یشرکون بہ تعالیٰ شرکا جلیا ولا خفیا ولعلہ الاولیٰ (روح ج ۱۸ ص۴۴) ۵۱ والذین یؤتون الخ اس میں الذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم رٰعون کا اعادہ ہے یوتون بمعنی یفعلون ہے اور یہ لفظ تمام اعمال خیر اور افعال بر کو شامل ہے۔ قال ابن عباس و ابن جبیر ھو عام فی جمیع اعمال البر کانہ قال والذین یفعلون من انفسھم فی طاعۃ اللہ ما بلغہ جھدھم (بحر ج ۶ ص۴۱۱) یعنی اللہ کی اطاعت اور اعمال خیر میں وہ حسب طاقت حصہ لیتے اور جو کام کرنے کے ہیں انھیں بجا لاتے ہیں ۵۲ وقلوبھم وجلۃ الخ وہ حسب طاقت نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کے حساب سے خائف ہیں اور انھیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ ان کی نیکیاں قبول بھی ہوئی ہیں یا نہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وھم یخافون ان لا یقبل منھم اولٰئک الذین یسارعون فی الخیرات (قرطبی ج ۱۲ ص۱۳۲) ۵۳ اولٰئک یسرعون الخ یہ مذکورہ بالا صفات سے متصف لوگوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کے لئے بشارت ہے یعنی یہ لوگ بیشک دنیا اور آخرت کی برکات حاصل کر رہے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ رائیگاں نہیں جائینگے بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں شرف قبول عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ شرک جلی اور شرک خفی کی آمیزش سے پاک ہیں ۵۴ ولا نکلف الخ جملہ معترضہ ہے دنیا اور آخرت کی برکات وخیرات حاصل کرنے کے لئے ہم کسی کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تمام اعمال سئیہ سے اجتناب کرو اور حسب طاقت اعمال صالحہ بجا لاؤ۔ ولدینا کتٰب الخ کتاب اسم جنس ہے اور اس سے اعمالنامے مراد ہیں اور یہ تخویف اخروی ہے یعنی ہمارے پاس تمہارے اعمال کا مکمل ریکارڈ موجود ہے اس لئے سب کو ان کے اعمال کی پوری پوری جزاء ملے گی ۵۵ بل قلوبھم الخ یہ بل لا یشعرون سے بھی ترقی ہے اور ان الذین ھم من خشیۃ ربھم مشفقون سے متعلق ہے۔ یعنی یہ بات نہیں کہ وہ سمجھتے نہیں۔ سمجھتے خوب ہیں لیکن اس کے باوجود غفلت میں پڑے ہیں۔ اور شرک کی نئی نئی راہیں کھول رہے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتے اور تمام معاصی سے حتی الوسع اجتناب کرتے اور ہر قسم کے شرک سے بچتے ہیں۔ مشرکین غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور مذکورہ بالا اعمال خیر سے دور بھاگتے ہیں انھیں چاہیئے تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے اس کے ساتھ شرک نہ کرتے اور تمام دیگر اعمال شر سے اجتناب کرتے۔ ولھم اعمال من دون ذالک الخ لیکن بجائے اس کے کہ وہ توحید کو مان لیں اور شرک کو چھوڑ دیں وہ شرک کی نئی نئی رسمیں ایجاد کر رہے ہیں۔ سورۂ حج میں غیر اللہ کی نذر و نیاز سے منع فرمایا اور یہاں ان مشرکین کی مذمت میں ارشاد فرمایا غیر اللہ کی نذر و نیاز کو چھوڑنا تو رہا ایک طرف یہ ظالم تو اور بھی کئی قسم کا شرک کرتے ہیں۔ ۵۶ حتیٰ اذا الخ یہاں سے لیکر اذا ھم فیہ مبلسون تک تخویفیں شکوے اور زجریں ہیں۔ حتیٰ اذا اخذنا الخ یہ تخویف دنیوی اور ماقبل کے لئے غایت ہے یہ مشرکین مسلسل غفلت میں ڈوبے رہیں گے یہاں تک کہ ہم ان کے رئیسوں اور سرداروں کو رسوا کن عذاب میں مبتلا کر دیں گے اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ دوڑیں گے اور عاجزی و زاری کریں گے مگر اس وقت اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے عذاب سے یوم بدر میں قتل اور قید و بند کا عذاب مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ اور دیگر ائمہ سے منقول ہے والمراد بالعذاب ما اصابھم یوم بدر من القتل والاسر کما روی عن ابن عباس ومجاھد وابن جبیر وقتادۃ وقد قتل واسر فی ذالک الیوم کثیر من صنادیدھم ورؤساءھم (روح ج ۱۸ ص۴۷) ۵۷ قد کانت الخ یہ ماقبل کی علت ہے تنکصون ای ترجعون، مستکبرین۔ تنکصون کے فاعل سے حال ہے بہٖ کی ضمیر قرآن مجید سے کنایہ ہے جو آیتی سے مفہوم ہو رہا ہے مبہماً، تھجرون کا مفعول بہ مقدم ہے سامر سے واعظ اور قاری قرآن مراد ہے جو قرآن پڑھ کر تمہیں سناتا اور توحید کی تبلیغ کرتا ہے یعنی آج تمہاری مدد نہیں کی جائے گی کیونکہ پہلے تمہارا یہ حال تھا کہ ہماری آیتیں تمہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم استکبار کرتے تھے اور آیتیں سنانے والے کو چھوڑ کر اور پیٹھ پھیر کر چلے جاتے تھے ۵۸ افلم یدبروا الخ یہ زجر ہے یہ لوگ حق کا انکار کیوں کرتے ہیں اور ضد پر کیوں اڑے ہوئے ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن میں غور و فکر نہیں کیا اور مسئلہ توحید کی حقیقت کو نہیں سمجھا؟ ام جاءھم الخ یا یہ مسئلہ توحید کوئی نئی بات ہے جس کی دعوت ان کے باپ دادا کو بھی نہیں پہنچی؟ ام لم یعرفوا الخ یا وہ اب تک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیانت و امانت۔ صدق مقال اور حسن فعال سے بھی نہیں پہچان سکے؟ ام یقولون بہٖ جنۃ یا وہ اس خیال سے نہیں مانتے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کو عیاذاً باللہ مجنون سمجھتے ہیں؟ ان آیتوں میں مشرکین کے لئے تاکید زجر و توبیخ ہے اور ہر جگہ استفہام انکاری ہے جس سے مشرکین کے خیالات کی برائی اور شناعت کا اظہار مقصود ہے الھمزۃ لانکار الواقع و استقباحہ (روح) مذکورہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی مشرکین کے انکار کی وجہ نہیں تھا بلکہ ان سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کے باپ دادا کو بھی اس کی دعوت پہنچ چکی تھی۔ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و امانت اور آپ کی سچائی کو بھی خوب جان چکے تھے اور انھیں یہ بھی خوب معلوم تھا کہ حضور علیہ السلام نہایت ہی دانا اور دانشمند ہیں اور اعلےٰ درجہ کی عقل و فراست کے مالک ہیں اس لئے ان کے انکار کی اصل وجہ ضد و حسد

اور بغض وعناد تھی قال سفیان بلٰی قد عرفوہ ولکنھم حسدوہ (قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۱۴۱) ام یقولون بہ جنۃ جنون ولیس کذالک لانھم یعلمون انہ ارجحھم عقلا واثبتھم ذھنا (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۱۹) ۵۹ بل جاءھم الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی ہمارا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ایسا پیغام لے کر ان کے پاس آیا ہے جو سراپا حق ہے اور ایسا ثابت وعیاں ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ سکتا ہے اور یہ وہی پیغام حق ہے جو پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو پہنچا چکے ہیں اور نبوت سے سرفراز ہو کر پیغام توحید لے کر قوم کے پاس جانا ہی ہمارے پیغمبر علیہ السلام کے صدق وامانت کی واضح دلیل ہے اور پھر جو شخص ایسا پیغام

الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾
اس کلام میں یا آئی ہے ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی انکے پہلے باپ دادوں کے پاس ف
اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ
یا پہچانا نہیں انہوں نے اپنے پیغام لانیوالے کو سو وہ اسکو اوپرا سمجھتے ہیں ف یا
يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ
کہتے ہیں اسکو سودا ہے کوئی نہیں وہ تو لایا ہے ۵۹ انکے پاس سچی بات اور ان بہتوں کو
لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
سچی بات بری لگتی ہے اور اگر ۶۰ سچا رب چلے ان کی خوشی پر
لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ
تو خراب ہو جائیں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے کوئی نہیں
اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾
۶۱ ہم نے پہنچائی ہے انکو ان کی نصیحت سو وہ اپنی نصیحت کو دھیان نہیں کرتے
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ
یا تو ان سے مانگتا ہے ۶۲ کچھ محصول سو محصول تیرے رب کا بہتر ہے اور وہ بہتر ہے
الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ
روزی دینے والا اور تو تو بلاتا ہے ان کو سیدھی راہ
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
پر اور جو لوگ ۶۳ نہیں مانتے آخرت کو
عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا
راہ سے ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور کھولدیں
مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾
جو تکلیف پہنچی ان کو تو بھی برابر لگے رہیں گے اپنی شرارت میں بہکے ہوئے ف

منزل ۴

حق پیش کرے جس کی تائید دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ہوتی ہو اس کو دیوانہ اور مجنون کہنا سراسر باطل ہے اس لئے انکار حق کی وجوہات یہ نہیں ہیں واکثرھم للحق کرھون انکار حق کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین کی اکثریت کو حق (مسئلہ توحید) سے چڑ اور حق بیان کرنیوالے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ضد ہے اس لئے وہ محض حسد وضد کی وجہ سے اور اپنے باپ دادا کی اندھی تقلید کی بناء پر انکار کرتے ہیں (جاءھم بالحق) یعنی القراٰن والتوحید الحق والدین الحق (واکثرھم للحق کارھون) حسدا وبغیا وتقلیدا (قرطبی) ۶۰ ولو اتبع الحق الخ یہ زجر ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ حق ان کی خواہشات کے تابع ہو جائے لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ حق ویسا ہی ہو جیسا کہ وہ کہتے ہیں یعنی ان کی خواہشات ہی حق اور نفس الامر کے مطابق ہوں مثلاً وہ کہتے ہمارے معبود کارساز ہیں۔ لات مناۃ عزی وغیرہ جہان میں متصرف ہیں۔ دعاء، پکار اور نذر ونیاز کے مستحق ہیں اور خدا کے نزدیک شفیع غالب ہیں ہمارے ان عقائد کو حق مان لیا جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ الشعراء یتبعھم الغاون بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگ شاعروں کے پیچھے چلتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ اکثر شاعر خود گمراہ ہوتے ہیں جیسا کہ اس کے بعد ارشاد ہے۔ الم تر انھم فی کل واد یھیمون وانھم یقولون مالا یفعلون یہ دونوں باتیں خود شعراء کے بارے میں بیان کی گئی ہیں اس طرح یہاں دو باتیں بیان کرنا مقصود ہے اوّل یہ کہ شعراء خود غاوی اور گمراہ ہوتے ہیں دوم یہ کہ جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ اس سے مومن شعراء مستثنیٰ ہیں جن کی شاعری میں حق کی ترجمانی ہو۔ لفسدت السمٰوٰت الخ اگر ان مشرکین کی خواہشات حق ہوتیں اور ان کی مرضی کے مطابق اس جہان کا نظم ونسق بہت سے معبودوں اور کارسازوں کے سپرد ہوتا تو یہ سارا نظام عالم درہم برہم ہو جاتا اور ایک لحہ کیلئے بھی قائم نہ رہ سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (انبیاء ع ۲) ای لو وافق الامر المطابق للواقع اھواءھم بان کان الشرک حقا لفسدت السمٰوٰت والارض حسبما قرر فی قولہ تعالٰی لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا (روح ج ۱۸ صفحہ ۵۲) ۶۱ بل اتینٰھم الخ ذکر سے مراد قرآن ہے جو دنیا و آخرت میں ان کے لئے باعث

موضح قرآن ف بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنیوالے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوئے یا پیغمبر کے تابع ہوئے ف یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اسکی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں۔ ف حضرت کی دعا سے ایک بار مکّے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرت کی دعا ہی سے کھلا شاید یہ اُسی کو فرمایا۔

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾
اور ہم نے پکڑا تھا ان کو آفت میں ف٦٤ پھر نہ عاجزی کی اپنے رب کے آگے اور نہ گڑگڑائے
حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ
یہاں تک کہ جب کھولدیں ہم ان پر دروازہ ایک سخت آفت کا ف٦٥ تب انکی اس میں
مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ
آس ٹوٹ گئی ف اور اسی نے بنا دیئے تمہارے کان ف٦٦ اور آنکھیں اور
الْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي
دل تم بہت تھوڑا حق مانتے ہو اور اُسی نے تم کو پھیلا رکھا ہے
الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
زمین میں اور اسی کیطرف جمع ہوکر جاؤگے اور وہی ہے جلاتا اور مارتا
وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوْا
اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا سو کیا تمکو سمجھ نہیں کوئی بات نہیں یہ تو وہی کہتے
مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٨١﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا
ہیں جیسے کہا کرتے تھے پہلے لوگ ف٦٧ کہتے ہیں کیا جب ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی
وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا
اور ہڈیاں کیا ہمکو زندہ ہوکر اٹھنا ہے وعدہ دیا جاتا ہے ہمکو اور ہمارے باپ دادوں کو یہی
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ لِّمَنِ
پہلے سے اور کچھ بھی نہیں یہ نقلیں ہیں پہلوں کی تو کہہ کس کی ہے
الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ
زمین ف٦٨ اور جو کوئی اس میں ہے بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے
قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ
تو کہہ پھر تم سوچتے نہیں تو کہہ کون ہے مالک ساتوں آسمان کا

ع ٤

شرف وفضیلت ہے یہ ان کی انتہائی شقاوت اور بدنصیبی ہے کہ جو قرآن ان کے لئے دنیوی اور اخروی برکات وخیرات کا سرچشمہ ہے وہ اس سے بھی اعراض کررہے ہیں۔ یا ذکر بمعنی مذکور ہے یعنی وہی بات جیسے وہ آپس میں ہمیشہ ذکر کرتے رہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونیکا اقرار جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مشرکین خود بھی تلبیۂ حج میں کہا کرتے تھے۔ اللھم لبیک لا شریک لک الخ (سنن ابوداؤد) تو اس قرآن نے ان ہی کے قول واقرار کی مزید تشریح وتنویر کردی ہے کوئی نئی بات نہیں کہی تو اس سے کیوں اعراض کرتے ہیں جو انکی اپنی ہی بات کی وضاحت کررہا ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ جیسا کہ آجکل کے مشرک بھی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں لیکن اسی کلمہ توحید کی تشریح کرکے ان کے خودساختہ کارسازوں کی نفی کی جائے تو آمادہ پیکار ہوجاتے ہیں ف٦٢ ام تسئلھم الخ اور پھر آپ ان سے اس وعظ وتبلیغ اور تعلیم وتدریس پر کوئی اُجرت یا تنخواہ بھی نہیں مانگتے۔ اور ان کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) کی طرف دعوت دیتے ہیں جو خالص للہ تعالیٰ کی توحید ہے کسی ناجائز یا بُرے کام کا ان سے مطالبہ نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود وہ حق کا انکار کئے جارہے ہیں۔ فخراج ربک خیر آپ کو ان مشرکین کی دولت کی کیا ضرورت ہے اس تبلیغ توحید پر اللہ تعالیٰ جو آپ کو اجر دیگا وہ اس سے کہیں بڑھ کر بہتر اور مبارک ہے اور روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے جو پاکیزہ اور حلال روزی اس نے آپ کی قسمت میں لکھدی ہے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ ای ما یعطیک اللہ من رزقہ وثوابہ خیر (خازن ومعالم ج ۵ ص ۴۱) ف٦٣ وان الذین الخ ان لوگوں کے دلوں میں نہ خدا کا خوف ہے نہ حساب آخرت کا ڈر اس لئے وہ علانیہ دین حق سے اعراض کرتے ہیں ولو رحمنٰھم الخ ان کی سرکشی اور ضد اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور انھیں مصائب سے نجات دے دیں تو وہ حق کو ماننے کے بجائے سرکشی، ضد وعداوت اور بغض وحسد میں اور آگے بڑھ جائیں گے ف٦٤ ولقد اخذنٰھم الخ ضمیر مفعول سے مشرکین مراد ہیں اور عذاب سے وہ قحط مراد ہے جو سات سال تک مکہ میں ان پر مسلط رہا ھو القحط والجوع الذی اصابھم بدعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا مروی عن ابن عباس (ابن جریر ج ۱۸ ص ۴۱) ان کی سرکشی اور ضد وعناد کی انتہا ہے کہ سات سال تک قحط کے شدید عذاب میں مبتلا رہے مگر ایک بار بھی اپنے پروردگار کے سامنے عاجزی اور زاری نہ کی ف٦٥ حتی اذا فتحنا الخ عذاب سے عذاب آخرت، یا جنگ بدر یا یوم فتح مکہ کا عذاب مراد ہے اب تو نہیں مانتے اور آرزو رکھتے ہیں اسلام کے خلاف ان کے منصوبے کامیاب ہوجائیں گے لیکن جب ہم نے اُن پر دنیا یا آخرت کے عذاب کا دروازہ کھول دیا تو پھر دین اسلام کی سچائی کو مان لیں گے اور اس وقت وہ اپنے پروگراموں کی کامیابی اور ہر خیر وبرکت سے مایوس ہوجائیں گے (روح) یہاں تک سورۃ کا پہلا حصہ ختم ہوا۔ **حصہ دوم** ——— نفی شرک اعتقادی پر عقلی دلیلیں۔ ایک تفصیلی اور تین علی سبیل الاعتراف من الخصم ف٦٦ وھو الذی انشأکم الخ

ف۲ ابتدا حصہ دوم ... پہلی عقلی دلیل ۱۲
ف۳ دوسری عقلی دلیل ۱۲
ف۴ تیسری عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے۔

پہلی تفصیلی عقلی دلیل برائے نفی شرک اعتقادی سننے، دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا فرمائی ہیں لیکن انسان نہ ان نعمتوں سے کام لیتا ہے اور نہ ان کا
شکر ادا کرتا ہے کہ توحید کے دلائل کو دیکھ سن کر اور ان میں غور و فکر کر کے ان کو تسلیم کرے ان قوتوں کو صحیح استعمال کرنا ہی ان کا شکر ہے۔ وھو الذی ذرأکم الخ اللہ تعالیٰ
ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا ہے اور قیامت کے دن تمام انسان میدان حشر میں اس کے سامنے جمع کئے جائیں گے وھو الذی یحی و یمیت الخ
زندگی اور موت اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور رات دن کا اختلاف یعنی رات دن کی آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی بھی اسی کے تصرف میں ہے افلا تعقلون کیا تم

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا
اور مالک اس بڑے تخت کا اب بتائیں گے اللہ کو تو کہہ پھر تم
تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ
ڈرتے نہیں تو کہہ کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ
يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو اب بتائیں گے
لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ
اللہ کو تو کہہ پھر کہاں سے تم پر جادو آ پڑتا ہے کوئی نہیں ہم نے انکو پہنچایا سچ ۱ اور
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ
وہ البتہ جھوٹے ہیں اللہ نے کوئی بیٹا نہیں کیا اور نہ
مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَ
اسکے ساتھ کسی کا حکم چلے یوں ہوتا تو لے جاتا ہر حکم والا اپنی بنائی چیز کو اور
لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾
چڑھائی کرتا ایک پر ایک اللہ نرالا ہے انکی بتائی باتوں سے
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ قُلْ
جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جس کو یہ شریک بتلاتے ہیں تو کہہ
رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ
اے رب ۲ اگر تو دکھانے لگے مجھ کو جو ان سے وعدہ ہوا ہے تو اے رب مجھ کو نہ کریو
فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَاِنَّا عَلٰٓي اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ
ان گنہگار لوگوں میں ف اور ہم کو قدرت ہے کہ تجھکو دکھلا دیں جو ان سے وعدہ
لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ
کر دیا ہے بری بات کے جواب میں وہ کہہ جو بہتر ہے ہم

ع ۵ ۵ ۵

ر ۱ چوتھی عقلی دلیل ۱۲
ر ۲ تخویف دنیوی ۱۲
ر ۳ طریق تبلیغ ۱۲

اب بھی اصل حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ جس قادر و قیوم نے سب کو پیدا کیا ہے ہر ایک کو سننے دیکھنے اور سوچنے کی قوتیں دی ہیں موت و حیات اور سارا انظام عالم جس کے قبضہ میں ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے عبادت اور پکار میں اسکا کوئی شریک نہیں اور وہ حشر و نشر پر بھی قادر ہے (افلا تعقلون) کنہ قدرتہ و ربوبیتہ و وحدانیتہ و انہ لایجوز ان یکون لہ شریک من خلقہ و انہ قادر علی البعث (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۴) ۶۷ بل قالوا الخ یہ شکوہ ہے یہ لوگ نہ صرف توحید کو نہیں مانتے بلکہ پہلے مشرکوں کی طرح حشر و نشر کا بھی انکار کرتے ہیں قالوا ءاذا متنا الخ کہتے ہیں ہم جب مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ کر دیئے جائیں گے لقد وعدنا نحن الخ یہ بات صرف ہم ہی سے نہیں کہی جا رہی بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی یہی کہا گیا تھا کہ تم مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے یہ تو سراسر باطل اور جھوٹ ہے جو پہلے لوگ سنتے سناتے چلے آ رہے ہیں مشرکین کے اس قول کے بطلان پر اللہ تعالیٰ نے تین عقلی دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور ان میں ایسے حقائق کا ذکر کیا ہے جنہیں مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں ان تینوں دلیلوں سے جہاں شرک اعتقادی کی نفی ہوتی ہے وہاں اس سے حشر و نشر کا بھی ثبوت ہوتا ہے ۶۸ قل لمن الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم اس بات کو مانتے ہیں کہ زمین اور زمین میں بسنے والی ساری مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے قل افلا تذکرون ان سے کہو کہ پھر بھی تم نہیں سمجھتے ہو کہ جو سب کا مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے (افلا تذکرون) فتعلموا ان من فطر الارض ومن فیہا کان قادرا علی اعادۃ الخلق وکان حقیقا بان لا یشرک بہ بعض خلقہ (مدارک ج ۳ ص ۹۶) قل من رب السموٰت الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے قل افلا تتقون ظالمو! کچھ تو خدا کا خوف کرو جب تم مانتے ہو کہ ساری کائنات کا خالق و مالک وہی ہے اس سے واضح ہو گیا کہ سب کا کارساز بھی وہی ہے افلا تخافون فلا تشرکوا بہ او افلا تتقون فی جحودکم قدرتہ علی البعث مع اعترافکم بقدرتہ علی خلق ھذہ الاشیاء (مدارک ج ۳ ص ۹۷) قل من بیدہ ملکوت الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے ملک میں ہے

موضح قرآن ف یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو۔

اور ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے وھو یجیر ولا یجار علیہ اور جسے وہ چاہے بچالے مگر اس کی گرفت سے کوئی بچانے والا نہیں ای من اراد اللہ
اھلاکہ وخوفہ لم یمنعہ منہ مانع ومن اراد نصرہ وامنہ لم یدفعہ من نصرہ وامنہ دافع (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۵) قل فانی تسحرون آپ
ان سے کہیں پھر تمہاری عقلیں کیوں ماری گئی ہیں جب تم مانتے ہو کہ قادر علے الاطلاق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اسکی عاجز مخلوق کو کیوں کارساز سمجھتے ہو۔ ای فانی
تخدعون وتصرفون عن توحیدہ وطاعتہ (خازن ج ۵ ص ۴۳) ای کیف یخیل الیکم ان تشرکوا بہ مالا یضر ولا ینفع (قرطبی) ۶۹ بل اتینٰھم

أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ
خوب جانتے ہیں جو یہ بتاتے ہیں اور کہہ اے رب ۷۴ میں تیری پناہ چاہتا ہوں
هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾
شیطان کی چھیڑ سے اور پناہ تیری چاہتا ہوں اے رب اس سے کہ میرے پاس آئیں وہ
حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ﴿٩٩﴾
یہاں تک کہ جب پہنچے ان میں ۷۵ کسی کو موت کہے گا اے رب مجھ کو پھر بھیج دو
لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ
شاید کچھ میں بھلا کام کر لوں اس میں جو چھوڑ آیا ہرگز نہیں یہ ایک بات ہے ۷۶
هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾
کہ وہی کہتا ہے اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ف۱
فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَ
پھر جب پھونک ماریں صور میں تو نہ قرابتیں ہیں ۷۷ ان میں اس دن اور
لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
نہ ایک دوسرے کو پوچھے ف۲ سو جس کی بھاری ہوئی تول ۷۸ تو وہی لوگ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ
کام لے نکلے اور جس کی ہلکی نکلی تول سو وہی لوگ ہیں
الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ
جو ہار بیٹھے اپنی جان دوزخ ہی میں ہمیشہ رہا کریں گے جھلس دیگی
وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾ أَلَمْ تَكُنْ
ان کے منہ کو آگ اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہونگے ف۴ کیا تم کو
آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا
سنائی نہ جاتی تھیں ہماری آیتیں ۷۹ پھر تم ان کو جھٹلاتے تھے بولے

۱ تخویف اخروی ۱۲
۲ تخویف اخروی ۱۲
۳ بشارت اخروی ۱۲
۴ زجر ۱۲

بالحق الخ ان ھٰذا الا اساطیر الاولین سے اضراب ہے
الخ دلائل عقلیہ بیان کرنے کے بعد بطور زجر ارشاد فرمایا
کہ مسئلہ توحید اور حشر و نشر جھوٹی باتیں نہیں ہیں بلکہ حق
ہیں اور ایسے مضبوط دلائل سے ثابت ہیں کہ ہر عقلمند ان
کو سمجھ سکتا ہے۔ وانھم لکذبون اس لئے مشرکین
اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ والمراد بالحق الوعد
بالبعث وقیل مایعمہ والتوحید ویدل علے
ذالک السیاق (روح ج ۱۸ ص ۵۹) ۷۰ ما اتخذ
اللہ الخ مسئلہ توحید کو دلائل کے ساتھ ثابت و مبرہن کرنے
کے بعد دعوے کو صراحت سے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ہی کارساز اور عالم الغیب ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں
جس کو اس نے مافوق الاسباب تصرف کی اجازت دے رکھی
ہو۔ وما کان معہ الخ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نائب کوئی
نہیں اسی طرح الوہیت میں اس کا شریک و سہیم بھی کوئی نہیں
کیونکہ اگر کوئی اسکا شریک ہوتا تو اپنی مخلوق میں اور اپنے
ملک میں وہ خود مختار اور متصرف ہوتا۔ ولعلا بعضھم
الخ اور ان کے درمیان اقتدار کی باقاعدہ جنگ ہوتی مگر تم
دیکھ رہے ہو سارا عالم اللہ تعالیٰ ہی کے زیر تصرف ہے اور
یہاں دوسرا کوئی متصرف نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ وحدہٗ لا
شریک ہے وہی قادر و متصرف اور مختار و کارساز ہے اور
ہر چیز اُسی کے اختیار و تصرف میں ہے واذا کان
کذالک فاعلموا انہ الٰہ واحد بیدہ ملکوت کل
شیئ ویقدر علی کل شیئ (خازن ج ۵ ص ۴۳) ۷۱
سبحٰن اللہ الخ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک
ہے عالم الغیب والشھادۃ الخ متصرف و مختار بھی وہی ہے
اور عالم الغیب بھی وہی ہے لہٰذا وہ ہر شریک سے پاک
اور ہر عیب سے منزہ ہے ۷۲ قل رب اما الخ تخویف
دنیوی ہے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ اس طرح
اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ جس عذاب کا تو نے ان
منکرین سے وعدہ کیا ہے اگر وہ عذاب میری زندگی ہی میں ان پر نازل ہو جائے تو میرے پروردگار مجھے اس سے بچا تو یہ اس عذاب کی شدت و فظاعت کے اظہار کے لئے
کہا گیا ورنہ حضور علیہ السلام تو عذاب سے محفوظ تھے ہی تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ عذاب اس قدر شدید اور دردناک ہوگا کہ ہر ایک کو اس سے پناہ مانگنی چاہیئے (روح) وانا
علیٰ ان نریک الخ جس عذاب کی ہم ان کو دھمکی دے چکے ہیں وہ ہم آپ کی زندگی میں ان پر مسلط کر سکتے ہیں ہمیں اس کی قدرت و طاقت ہے لیکن ہم عذاب کو موخر کر رہے
تاکہ کچھ لوگ ان میں سے ایمان لے آئیں ۷۳ ادفع بالتی الخ یہ طریق تبلیغ کی تعلیم ہے فرمایا مشرکین اگرچہ سخت لہجہ اور درشت کلامی سے آپ کی دعوت کو رد کرتے ہیں

موضح قرآن ف۱ چھیڑ شیطان کی ہے دین کے جواب سوال میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر ف۲ معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مر کر
پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ف۳ یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اسکے عمل کا حساب ہے ف۴ جلتے جلتے بدن سوج جاوٗ
نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اوپر کا کھوپڑی تک اور زبان گھسٹتی زمین میں لوگ اس کو روندیں گے۔

اور آپ کی دعوت کو اساطیر الاولین (اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں) کہتے ہیں لیکن پھر بھی آپ نرم کلامی اور حسن اخلاق سے ان کی باتوں کا جواب دیں لیکن مسئلہ خوب کھولکر
اور دلائل کے ساتھ بیان کریں نحن اعلم بما یصفون باقی جو کچھ وہ کہتے ہیں ہمیں وہ سب کچھ معلوم ہے اسکی ان کو پوری پوری سزا ملے گی ۷۴ وقل رب الخ توحید
بیان کرتے وقت آپ شیطانی وسوسوں سے اللہ کی پناہ مانگیں نیز اس سے پناہ مانگیں کہ شیاطین میرے پاس آکر میرے اعمال وافعال میں دخل دیں ۷۵ حتیٰ اذا
جاء الخ یہ تخویف اخروی ہے یہ مشرکین اب تو غفلت میں ہیں۔ اور انکار پر اصرار کر رہے ہیں لیکن جب موت کا فرشتہ آپہنچے گا اور وہ اپنا بدانجام آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (١٠٦)
اے رب زور کیا ہم پر ہماری کمبختی نے اور رہے ہم لوگ بہکے ہوئے
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (١٠٧) قَالَ
اے ہمارے رب نکال لے ہمکو اس سے اگر ہم پھر کریں تو ہم گنہگار فرمایا
اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (١٠٨) اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ
پڑے رہو پھٹکارے ہوئے اس میں اور مجھ سے نہ بولو ایک فرقہ تھا ۵۱ میرے
عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ
بندوں میں جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم یقین لائے سو معاف کر ہمکو اور رحم کر ہم پر اور
اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ (١٠٩) فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى
تو سب رحم والوں سے بہتر ہے پھر تم نے انکو ٹھٹھوں میں پکڑا یہاں تک کہ
اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ (١١٠) اِنِّيْ
بھول گئے ان کے پیچھے میری یاد اور تم ان سے ہنستے رہے میں نے
جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (١١١)
آج دیا ان کو بدلہ ان کے صبر کرنیکا ۵۱ کہ وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ (١١٢) قَالُوْا
فرمایا تم کتنی دیر رہے ۵۲ زمین میں برسوں کی گنتی سے بولے
لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ (١١٣) قٰلَ
ہم رہے ایک دن یا کچھ دن سے کم تو پوچھ لے گنتی والوں سے ف فرمایا
اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (١١٤)
تم اس میں بہت نہیں ۵۳ تھوڑا ہی رہے ہو اگر تم جانتے ہوتے
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا
سو کیا تم خیال رکھتے ہو ۵۴ کہ ہمنے تمکو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس

اب اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کریں گے کہ اللہ مجھے اب دنیا میں واپس بھیجدے میں نے دنیا میں جو کوتاہیاں کی ہیں اب ان کی جگہ میں نیک اعمال بجالاؤں گا تیری توحید کو مانوں گا۔ تیرے ساتھ شرک ہرگز نہیں کروں گا اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لاؤں گا ارجعون جمع برائے تکرار ہے ای ارجعنی ارجعنی ارجعنی یعنی وہ بار بار یہ کہے گا۔ جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے القیا فی جہنم یہ خطاب واحد سے ہے اور تثنیہ تکرار کے لئے ہے ای الق الق۔ اسی طرح امراء القیس کا قول ہے۔ قفانبک من ذکری حبیب ومنزل ای قف قف۔ ارجعون علے جہۃ التکریر ای ارجعنی ارجعنی (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۴۹) ۷۶ کلا الخ کلا کلمہ ردع ہے یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوسکے گا۔ اس کا یہ خیال غلط اور یہ امید باطل ہے کہ اب اسے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ یہ بات کہتا رہے گا مگر بے فائدہ ومن وراءھم برزخ الخ ان کا موت کے بعد دنیا میں واپس آنا محال ہے کیونکہ اب وہ عالم برزخ میں داخل ہوچکے ہیں۔ عالم برزخ موت سے قیامت تک کا زمانہ ہے جو دنیا اور آخرت میں حائل ہے جو شخص اس عالم میں پہنچ گیا اب دنیا کی طرف اس کی واپسی محال ہے ۷۷ فاذا نفخ الخ تخویف اخروی ہے نفخ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جب سب لوگ قبروں سے زندہ ہوکر نکلیں گے اس وقت عالم برزخ ختم ہوجائے گا اور عالم آخرت کی ابتدا ہوگی۔ دنیا میں تو لوگ خاندانی وجاہت پر فخر کرتے ہیں ایکدوسرے کے خاندان پوچھتے ہیں مگر اس جہان میں نسلی امتیاز کی کوئی قدر وقیمت نہ ہوگی اور نہ کسی سے کوئی یہ پوچھے گا کہ تو کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے وہاں کوئی رشتہ کام نہیں آئے گا۔ اور نہ خاندانی فخر وغرور سے کچھ فائدہ ہوگا ۷۸ فمن ثقلت الخ یہ بشارت اُخروی ہے ومن خفت موازینہ الخ یہ تخویف

اُخروی ہے وہاں نسلی اور خاندانی بڑائی کام نہ آئیگی بلکہ اعمال صالحہ کام آئیں گے۔ جن کے اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائیں گے اور جن کا ہلکا ہوگا وہ خسارے میں رہیں گے اور جہنم میں جائیں گے تلفح وجوھھم الخ جہنم کی آگ دوزخیوں کے چہرے جلا ڈالے گی اور ان کی شکلیں جل کر بدنما اور قبیح ہوجائیں گی ۷۹ الم تکن الخ یہ زجر ہے اور اس سے پہلے یقال لھم مقدر ہے جب انھیں جہنم میں ڈالا جائے گا اس وقت اللہ کی طرف سے فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں میری آیتیں

موضح قرآن ف یعنی فرشتوں سے جنہوں نے نیکی اور بدی گن رکھی ہے بھی گنا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی ہاں تھوڑی نظر آوے گی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب کہ شتاب ہی آیا۔

تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

پھر کر نہ آؤ گے ف۱ سو بہت اوپر ہے اللہ وہ بادشاہ ۵۵ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ

مالک اس عزت کے تخت کا اور جو کوئی پکارے ۸۶ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم

لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

جس کی سند نہیں اسکے پاس سو اسکا حساب ہے اس کے رب کے نزدیک بیشک

يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ

بھلا نہ ہوگا کافروں کا اور تو کہہ اے رب معاف کر اور رحم کر اور تو ہے

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

بہتر سب رحم والوں سے

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نور کی مدنی ہے اور اس میں چونسٹھ ۶۴ آیتیں اور نو ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اسمیں باتیں صاف

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا

تاکہ تم یاد رکھو بدکاری کرنیوالی عورت اور مرد سو مارو

كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

ہر ۳ ایک کو دونوں میں سو سو دُرّے اور نہ آوے تمکو ان پر

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ترس اللہ کے حکم چلانے میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور

ع ۶ ۲

ر خلاصہ سورت ۱۲

ر تخویف اخروی ۱۲

تمہیں پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں اور تم ان کا انکار کرتے تھے"۔ ۷۹ قالوا ربنا الخ جواب میں وہ کہیں گے "ہمارے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم گمراہ ہوگئے ہمارے پروردگار ایک بار ہمیں دوزخ سے نکال کر عمل کرنیکا موقع عطا فرما۔ اب بھی اگر ہم نے ویسے ہی برے کام کئے تو واقعی ہم ظالم ہوں گے پھر جس طرح تو چاہے ہمیں عذاب دے لینا قال اخسئوا الخ" اللہ کی طرف سے آواز آئے گی دور ہو جاؤ اور رمت بولو۔ یہ کلمہ تحقیر ہے جس طرح کتے کو دھتکارا جاتا ہے اسی طرح ان کو دھتکار دیا جائے گا ۸۰ انہ کان الخ یہ ادخال الٰہی ہے اور جملہ ماقبل کے لئے علت ہے تمہیں یہ سزا اس لئے دی جارہی ہے کہ تم عناد اور سرکشی میں انتہا کو پہنچ چکے تھے تم دین حق سے استہزاء کرتے تھے یہاں تک کہ جو لوگ ایمان لا چکے تھے تم ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے جو ضعفار مومنین مثلاً حضرت بلال، صہیب، اور خبیب وغیرہم رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعائیں مانگتے تھے یہ صنادید قریش ابوجہل وغیرہ انکی ہنسی اڑاتے تھے فرمایا حق کے انکار اور رحق ماننے والوں سے تمسخر ہی نے تمہیں عذاب میں مبتلا کیا ہے حتی انسوکم الخ یعنی ان ایمان والوں سے عداوت و تمسخر میں تم اس قدر منہمک تھے کہ یہی چیز تمہارے لئے میرے ذکر اور میری توحید کو ماننے سے نسیان کا باعث بن گئی ای اشغلتم بالاستھزا بھم عن ذکری (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۵) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور توحید کی تبلیغ کرنے والوں کو حقیر سمجھنا اور استہزاء و تمسخر سے ان کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا غضب خداوندی اور عذاب آخرت کا موجب ہے ۸۱ انی جزیتھم الخ تم نے اپنا حال تو دیکھ ہی لیا کہ کس عذاب میں مبتلا ہو۔ ان غریب مسلمانوں کا حال بھی سن لو جن سے تم تمسخر کرتے تھے اور جن کے بارے میں تمہارا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ انھیں کوئی مرتبہ نہیں دے گا آج میں نے ان کو ان کے صبر و تحمل کی پوری پوری جزا دی ہے اور آج وہ خوش و خرم ہیں اور کامیاب و کامران ہیں ۸۲ قال کم لبثتم الخ جو کافر دنیا میں واپس جانے کی تمنا ظاہر کریں گے ان سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ بتاؤ تم دنیا میں کتنے سال رہے قالوا لبثنا یوما الخ وہ کہیں گے ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے ہیں اے ہمارے پروردگار شدت ہول و عذاب سے ہم سب کچھ بھول چکے ہیں ہمیں کچھ یاد نہیں فرشتوں سے پوچھ جو انسانوں کی عمریں لکھتے تھے انہیں اچھی طرح معلوم ہوگا الملئکۃ العادین لاعماد العباد واعمالھم (روح ج ۱۸ ص ۷۰) ۸۳ قال ان لبثتم الخ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا بیشک تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا میں بہت کم عرصہ رہے ہو لو انکم کنتم تعلمون مگر افسوس کہ تم نے اس قلیل وقت کی قدر نہ کی اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا اب دوبارہ دنیا میں جاکر تم کیا کرلو گے ۸۴ افحسبتم الخ یہ زجر ہے دنیا میں تم اس طرح غافل رہے اور سرکشی کرتے رہے گویا تم ہمیشہ ہی دنیا میں رہو گے اور کبھی ہمارے سامنے حاضر نہیں ہو سکو گے تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بس یونہی بغیر کسی حکمت کے پیدا کردیا ہے اور تم ہمارے احکام اور اوامر و نواہی سے بالکل آزاد ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل ہے۔

۸۵ فتعلی اللہ الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے، اور سورت میں بیان کردہ تمام دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ثمرہ و نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا مالک اور حقیقی بادشاہ ہے وہ تمام شریکوں سے پاک ہے عیب سے منزہ اور عبث کام کرنے سے اس کی شان بلند ہے وہ سارے عالم کا کارساز اور سارے جہان میں متصرف و مختار ہے اس کے سوائے کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا، پکار اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ای تنزہ و تقدس اللہ الملک الحق عن الاولاد والشرکاء والانداد الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۱۵۷) لا الٰہ الا ھو الخ اس کے سوا کوئی کارساز اور مشکل کشا نہیں۔ اور وہ، عزت والے عرش کا مالک ہے جو سارے جہان کو محیط ہے ۸۶ ومن یدع الخ یہ تخویف اُخروی ہے جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مشکل کشا سمجھ کر پکارتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی الوہیت کسی دلیل اور برہان سے ثابت نہیں ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ محاسبہ فرمائے گا اور انھیں سخت سزا دے گا۔ اور ایسے کافر و مشرک ہرگز اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے ثم ذکر ان من کان بذالک فجزاءہ العقاب العظیم بقولہ فانما حسابہ عند ربہ کانہ قال ان عقابہ ابلغ الی حیث لا یقدر احد علی حسابہ الا اللہ تعالیٰ (کبیر ج ۶ ص ۳۰۹) سورت کی ابتداء میں فرمایا قد افلح المومنون اور آخر میں فرمایا انہ لا یفلح الکفرون۔ ایمان والے کامیاب ہوں گے اور کافر و مشرک ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے آخر میں بندوں کو طلب مغفرت و رحمت کی تلقین فرمائی
۸۷ وقل رب اغفر الخ آخر میں حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا گیا کیونکہ عفو و رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا اور یہی دو چیزیں ہیں جن کے ذریعہ انسان اللہ کے عذاب و عقاب سے محفوظ رہ سکتا ہے لان رحمتہ اذا ادرکت احدا اغنت عن رحمۃ غیرہ و رحمۃ غیرہ لا تغنیہ عن رحمتہ (مدارک ج ۳ ص ۱۰۱)

سُورۂ مومنون میں آیاتِ توحید

اور اُس کی خصوصیات

۱۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ــــ تا ــــ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا بیان

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ــــ تا ــــ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف پر دلائل عقلیہ

۳۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا ــــ تا ــــ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (ع ۲) نفی شرک اعتقادی

۴۔ يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ــــ تا ــــ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۳) نفی شرک فعلی

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ــــ تا ــــ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ (ع ۴) دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا اعادہ۔

۶۔ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ط نفی کارسازی از غیر اللہ۔

۷۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ ــــ تا ــــ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

۸۔ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا ــــ تا ــــ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ نفی شرک اعتقادی پر تین دلائل عقلیہ علی سبیل الاعتراف من الخصم۔

۹۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ ــــ تا ــــ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ نفی شرک فی التصرف

۱۰۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ ــــ تا ــــ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (ع ۶) نفی شرک ہر قسم

(آج بتاریخ ۲۲ شوال ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ بجکر ۲۵ منٹ پر سورۂ مومنون کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً)

سُورۃُ نُور

ربط سُورۃ نور کو سُورۃ مومنون کے ساتھ نامی ربط یہ ہے:۔ سورۃ مومنون کی ابتدا میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی ایمان والے کامیاب ہونگے اور سورۃ نور میں فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ اللہ تعالیٰ کی توحید ہی سے سارا جہان روشن اور آباد ہے اور ایمان والوں کو فوز و فلاح اسی نور توحید ہی کی بدولت حاصل ہو گی۔

معنوی ربط یہ ہے سُورہ مومنون میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور حاجت روا نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں صرف اُسی کو پکارو اور اُسی کے نام کی نذریں نیازیں دو اُس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی نذر و منت کا مستحق ہے یہ مضمون سورہ مومنون کی آخری آیتوں میں بطور خلاصہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ــــ تا ــــ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ٥ اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ اس مسئلہ توحید سے ضد اور چڑ کی وجہ سے مخالفین (کفار و منافقین) داعی توحید صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ مسلمانوں کا اعتماد اٹھ جائے اور وہ بدظن ہو کر آپکا اتباع چھوڑ دیں اور مسئلہ توحید کا انکار کر دیں اس سُورت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی اس جھوٹی تہمت سے براءت و طہارت کا اعلان فرمایا ہے جو منافقین نے آپؐ کی عزت کو داغدار کرنے کے لئے اپنے پاس سے گھڑ کر اڑا دی تھی۔

خلاصہ سورۃ نور کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدا رسورت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک ہے اور خلاصہ مضامین یہ ہے۔ تمہید، ترغیب الی القرآن اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں، پھر اصلاح معاشرہ کے لئے چھ قوانین دعوی توحید جس کی عداوت سے منافقین نے تہمت لگائی۔ دعوی توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں دوسرا حصہ رکوع ۸ کی ابتداء يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے خلاصہ مضامین یہ ہے:۔

اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین، مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعویٰ توحید کا دوسری بار ذکر جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی۔

پہلا حِصّہ

ابتداء میں سورۃ انزلنها و فرضنها الخ تمہید مع ترغیب ہے یہ ترغیب آگے دوبارہ پھر آئیگی اس کے بعد زنا اور تہمت زنا سے معاشرے کو پاک کرنے کے لئے چار احکام ذکر کئے ہیں پہلا حکم الزانیة والزانی فاجلدوا الخ زانی اور زانیہ کی سزا۔ دوسرا حکم الزانی لاینکح الا زانیة او مشرکة الخ اور فاحشہ عورتوں کی اخلاقی پستی کا ذکر۔ تیسرا حکم والذین یرمون المحصنٰت الخ پاک دامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی سزا، چوتھا حکم والذین یرمون ازواجهم الخ اپنی بیویوں پر تہمت لگانیوالوں کا حکم۔

اس کے بعد ان الذین جآءو بالافك (ع ۲) سے لیکر و اللہ غفور رحیم (ع ۳) تک تہمت لگانے والوں، تہمت میں معمولی حصہ لینے والوں اور تہمت کی بات سن کر اس پر خاموش رہنے اور اس کی تردید نہ کرنیوالوں کے لئے زجریں ہیں۔ ان الذین جآءو بالافك الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جنہوں نے یہ تہمت گھڑ کر لگائی تھی لولا اذ سمعتموه ظن الخ یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جنہوں نے بالکل خاموشی اختیار کی، نہ تہمت لگانیوالوں کی تائید کی نہ تردید اذ تلقونه بالسنتكم ـــ تا ـــ واللہ علیم حکیم یہ ان مسلمانوں پر زجر ہے جو ان منافقین کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی کچھ نامناسب الفاظ نکل گئے۔ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة الخ یہ پہلے گروہ کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے۔ ولا یأتل اولوا الفضل الخ جو مسلمان تہمت میں ملوث ہو گئے توبہ کے بعد ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی ترغیب ان الذین یرمون ـــ تا ـــ هو الحق المبین پہلے گروہ کے لئے تخویف اخروی اس کے بعد الخبیثٰت للخبیثین الخ میں بُرے اور اچھے لوگوں کا کردار اور ان کی عادات کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس کے بعد معاشرے کی اصلاح و تطہیر کے لئے چھ قانون اور ضابطے بیان کئے گئے ہیں پہلا قانون یٰۤایها الذین اٰمنوا لا تدخلوا الخ (ع ۴) جب کسی دوسرے آدمی کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو پہلے اجازت لے لو، بلا اجازت کسی کے گھر میں مت گھسو۔ لیس علیکم جناح الخ البتہ جو گھر رہائشی نہ ہوں بلکہ عوامی کاروبار کے لئے ہوں مثلاً سرائیں دکانیں اور طعام خانے وغیرہ، ان میں داخل ہوتے وقت اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ دوسرا قانون قل للمومنین یغضوا من ابصارهم الخ ایمان والے اپنی نظریں نیچی کرکے چلا کریں تاکہ غیر محرم عورتوں کے چہروں اور ان کی زینت کو دیکھنے سے ان کی نظریں محفوظ رہیں اور وہ فتنہ بدکاری سے بچ جائیں تیسرا قانون قل للمومنات یغضضن من ابصارهن الخ اس میں ایمان والی عورتوں کو چار ہدایات دی گئی ہیں (۱) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (۲) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۳) ولا یبدین زینتهن الخ اپنی زینت اور بدن کے قابل ستر حصوں کو ظاہر نہ کریں بلکہ ڈھک کر رکھیں البتہ اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے ہاتھ

پاؤں چہرہ اور زیور وغیرہ ظاہر کرسکتی ہیں اور (۴) ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت زمین پر پاؤں آہستہ رکھیں تاکہ پاؤں کے زیور کی آواز غیر محرم نہ سُن سکیں چوتھا قانون وانکحوا الایامیٰ منکم الخ بیوہ عورتوں، غلاموں اور باندیوں کا نکاح کرڈالو اور انہیں نکاح سے مت روکو۔ پانچواں قانون والذین یبتغون الکتٰب الخ ــــ تمہارے جو غلام اور باندیاں مکاتب چاہیں اگر تم اس میں بہتری سمجھو تو انھیں مکاتب کردو۔ چھٹا قانون ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء الخ اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ یا یہ باندیوں کو نکاح سے روکنے کی ممانعت ہے اس صورت میں یہ قانون رابع کے ایک حصے کی تاکید ہوگی ولقد انزلنا الیکم اٰیٰتٍ الخ یہ ترغیب کا اعادہ ہے جو ابتدار سورت میں مذکور ہوئی اور تخویف دنیوی ہے۔

اللہ نور السمٰوٰت والارض الخ (ع ۵) اس میں دعویٰ توحید کو ایک تمثیل کی صورت میں ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک و کارساز ہے اسکی صفات کارسازی وصفات الوہیت، ہی سے سارا جہان قائم اور آباد ہے آگے دعویٰ توحید پر ایک نقلی دلیل اور تین عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں فی بیوت اذن اللہ الخ یہ اللہ تعالیٰ کو متصرف وکارساز سمجھ کر پکارنیوالوں اور معبودان باطلہ کو خدا کے ساتھ شریک نہ بنانے والوں سے دلیل نقلی ہے۔ والذین کفروا اعمالھم کسراب الخ یہ دلیل نقلی سے متعلق ایک شبہے کا جواب ہے یعنی اللہ کی عبادت تو مشرکین بھی کرتے ہیں اس میں مومنوں کی کیا خصوصیت ہے تو فرمایا مشرک چونکہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے اعمال بے فائدہ اور رائیگاں ہیں۔ الم تر ان اللہ یسبح لہ الخ (ع ۲) دعویٰ توحید جو اللہ نور السمٰوٰت والارض میں مذکور ہے پر پہلی عقلی دلیل زمین و آسمان کی ساری مخلوق خواہ ذوی العقول ہو خواہ غیر ذوی العقول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرتی اور ہر قسم کے شرک سے اسکی تنزیہ وتقدیس کا اعلان کرتی ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض الخ اور زمین وآسمان کا مالک اور سارے جہان میں متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا وہی کارساز اور مجیب الدعوات ہے۔

الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دعویٰ مذکورہ پر دوسری عقلی دلیل ہے بادلوں کو اکٹھا کرنا اور پھر ان سے بارش اور اولے برسانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، یہ رات دن کا انقلاب بھی اسی کے اختیار وتصرف میں ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے تمام جاندار مخلوق کو قطرہ آب سے پیدا کیا ہے لیکن تمام انواع حیوانات شکل وصورت اور افعال وخواص کے اعتبار سے مختلف ہیں یہ اس کی قدرت کاملہ اور اس کے تصرف تام کا کرشمہ ہے وہی قادر و توانا اور قیوم و دانا سب کا کارساز اور قاضی الحاجات ہے لقد انزلنا اٰیٰتٍ مبیّنٰت الخ یہ ترغیب الی القرآن کا دوسری بار اعادہ ہے جو ابتدائے سورت میں مذکور ہوئی۔

ویقولون اٰمنا باللہ ــــ تا ــــ بل اولٰئک ھم الظٰلمون (ع ۶) یہ منافقین پر شکوٰی ہے جو زبان سے تو ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام سے اعراض کرتے ہیں یہ منافقین کا حال تھا اس کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا ذکر کیا گیا انما کان قول المومنین ــــ تا ــــ فاولٰئک ھم الفائزون ۵ (ع ۷) وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ اس کے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی دل وجان سے پیروی کرتے ہیں واقسموا باللہ ــــ تا ــــ الا البلٰغ المبین ۵ (ع ۷) یہ منافقین پر زجر ہے۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون ۵ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون یہ جملہ معترضہ ہے لا تحسبن الذین کفروا الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے

دُوسرا حِصّہ

پہلے اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین مذکور ہیں اور آخر میں مخلص مومنوں اور منافقوں کے احوال کا مقابلہ کیا گیا ہے۔ پہلا قانون یاایھا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الخ (ع ۸) اوقات استراحت وخواب میں غلاموں اور باشعور بچوں کو اجازت لیکر اندر داخل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ان اوقات میں اکثر زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں اور معمولی ہلکے سے کپڑوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ دوسرا قانون والقواعد من النساء الخ بوڑھی عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ گھر میں معمولی لباس میں رہیں اور زیادہ پردے کے لئے مزید کپڑے نہ پہنیں لیکن اگر احتیاط کریں تو بہتر ہے۔ تیسرا قانون لیس علی الاعمیٰ حرج الخ دوسروں کے گھروں میں جانے کی ہر حال میں ممانعت نہیں بلکہ ضروری کاموں کے لئے جاسکتے ہو۔ کذالک یبین اللہ لکم الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔

انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ الخ (ع ۹) مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل۔ مومنین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور جہاد ایسے نہایت اہم کاموں میں شرکت سے معذوری کی صورت میں حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر جاتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ نیز ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ قد یعلم اللہ الذین یتسللون الخ یہ منافقین کا حال ہے کہ وہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر نہیں جاتے بلکہ جونہی موقعہ پایا آنکھ بچا کر کھسک گئے الا ان للہ ما فی السمٰوٰت والارض ط آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر ہے جس کی وجہ سے ضد میں آکر منافقین نے تہمت لگائی تھی۔

پہلا حِصّہ

تمہید، ترغیب الی القرآن، اصلاح معاشرہ کے لئے چار احکام، تہمت لگانیوالوں پر زجریں۔ پھر اصلاح وتطہیر معاشرہ کے لئے چھ قوانین، دعویٰ توحید جس کی وجہ سے منافقوں نے تہمت لگائی، دعویٰ توحید پر ایک نقلی اور تین عقلی دلیلیں۔

۲ سورۃ انزلنٰھا الخ سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای ھٰذہٖ سورۃ اور انزلنٰھا مع معطوفات سورۃ کی صفت ہے (مدارک) یہ سورت میں بیان کردہ احکام کی تمہید اور ان کی تعمیل کی ترغیب ہے یعنی اس عظیم القدر سورت میں مسئلہ توحید اور ستر وعفاف کے بارے میں احکام بیان کئے گئے ہیں ان کو ماننا اور ان پر عمل کرنا ہم نے تم پر فرض کردیا ہے۔ انزلنا ماضی بمعنی حال ہے یعنی یہ سورت جو اس وقت ہم نازل کر رہے ہیں فرضنٰھا ضمیر مفعول سے پہلے مضاف مقدر ہے ای فرضنا احکامھا (روح) احکام سے ستر وعفاف کے واضح احکام مراد ہیں یہ احکام چار ہیں جو اس کے بعد بالتفصیل مذکور ہیں وانزلنا فیھا الخ انزلنا کا اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے مقصود ذکر مفعول ہے

الْاٰخِرِۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

پچھلے دن پر اور دیکھیں ان کا مارنا کچھ لوگ مسلمان

الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ

بدکار مرد نہیں نکاح کرتا ہے مگر عورت بدکار سے یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ۵

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ

ایمان والوں پر ف۱ ف اور جو لوگ ۶ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر

لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو ان کو اسی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

دُرّے اور نہ مانو ان کی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ

ہیں نافرمان ف۲ مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَ

اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ

جو لوگ عیب لگائیں اپنی جوروؤں کو ۷ اور شاہد نہ ہوں ان کے پاس

اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ ۭ بِاللّٰهِ

سوائے ان کی جان کے تو ایسے شخص کی گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھاکر

اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ

کہ مقرر وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو

آیٰت بیّنٰت سے توحید کے روشن دلائل مراد ہیں۔ د فرضنٰھا اشارۃ الی الاحکام التی بینھا اولاثم قولہ وانزلنا فیھا اٰیٰت بیّنٰت اشارۃ الی ما بین من دلائل التوحید (کبیر ج ۶ ص ۳۱) ۳ الزانیۃ والزانی الخ یہ ستر وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے متعلق احکام اربعہ میں سے پہلا حکم ہے یعنی زانی اور زانیہ کو سو سو دُرّے مارو۔ ان پر یہ شرعی حد قائم کرو تاکہ لوگ بدکاری سے باز آجائیں لیکن ان پر حد جاری کرتے وقت دو باتوں کا خاص خیال رکھو اوّل ولا تاخذکم بھما رأفۃ الخ اگر واقعی تم اللہ پر اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو زانی اور زانیہ پر حد قائم کرتے وقت کسی قسم کی نرمی نہ کرو نہ ان پر ترس کھا کر حد کو روکو، نہ کوڑوں کی تعداد میں کمی کرو اور نہ اس قدر ہلکے کوڑے مارو کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔ ان کے لئے معافی یا رعایت کی سفارش کرنا بھی اس نہی کے تحت داخل ہے۔ دوّم لیشھد عذابھما الخ حد جاری کرتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہونی چاہیے تاکہ ان مجرموں کی مزید رسوائی ہو اور آئندہ کے لئے وہ گناہ کی جرأت نہ کریں یہ کنوارے زانی اور زانیہ کی سزا ہے اگر کوئی شادی شدہ مرد وعورت زنا کریں تو ان کی سزا رجم ہے۔ رجم کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہے اور دیگر محکمات کی طرح قطعی اور محکم ہے رجم کا حکم بالکل اسی طرح متواتر ہے جس طرح عدد رکعات اور مقادیر زکوٰۃ متواتر ہیں ثبوت الرجم منہ علیہ الصلوٰۃ والسلام متواتر المعنی کشجاعۃ علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وجود حاتم (روح ج ۱۸ ص ۷۹) اس کے علاوہ رجم خود قرآن کے اشارے سے بھی ثابت ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایک شادی شدہ یہودی اور یہودیہ نے زنا کیا۔ تورات میں چونکہ رجم کا حکم تھا اس لئے رجم سے بچنے کے لئے وہ حضور علیہ السلام کے پاس مقدمہ لے آئے ان کا خیال تھا کہ اسلام میں رجم کی سزا نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ان سے پوچھا تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے انہوں نے

موضح قرآن ف مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہیں اسکو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علّت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک کہ بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے تو درست ہے ف۲ قید والیاں یعنی کبھی ان کو بُری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگاوے، عیب کہا ہے بدکاری کو۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ازیں آیت معلوم شد کہ زانیہ مُصِرّہ بر زنا را نکاح نتوان کرد و ہمیں است مذہب احمد و تاویل آیت بہ مذہب ابی حنیفہ و شافعی آنست کہ حرام کردہ شد شرک و زنا بر مسلمانان یا گویند خاص است بقومی یا گویند منسوخ است و فیہ ما فیہ ۱۲۔

کہا کوڑے لگانا اور منہ کالا کرنا۔ آپؐ نے فرمایا میں تم پر تورات کا حکم نافذ کروں گا۔ اور تورات میں اس جرم کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ آپ نے یہودیوں کے ایک عالم ابن صوریا کو حلف دے کر پوچھا سچ بتاؤ تورات میں اس گناہ کی سزا کیا ہے اس نے اقرار کر لیا کہ رجم ہے۔ چنانچہ آپؐ نے رجم کا حکم نافذ کر دیا اس پر سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی وکیف یحکمونك وعندھم التوراة فیھا حکم اللہ الخ (ع ۶) گذشتہ شرائع کے احکام کو قرآن میں بلا نکیر ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری شریعت میں بھی وہ نافذ ہیں ؂۴ الزانی لاینکح الخ یہ دوسرا حکم ہے زنا کی سزا کے بعد زانی اور زانیہ کی عادت بد کا ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی جو مرد اور عورت زنا کی عادت بد میں مبتلا ہو جائیں اور زنا کو عیب نہ سمجھیں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی پاک دامن مومن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازدواج قائم کیا جا سکے ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے۔ ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بنا پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے تو اسے باطل نہیں قرار دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شنیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے اس صورت میں لاینکح کے معنے یہ ہوں گے کہ اس کے لئے لائق نہیں کہ وہ نکاح کرے یعنی عدم لیاقت فعل کو عدم فعل سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ محاورہ ہے السلطان لایکذب یعنی جھوٹ بولنا بادشاہ کے شایان شان نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ بادشاہ جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ تقبیح الامر الزانی اشد تقبیح ببیان انہ بعد ان رضی بالزنا لایلیق بہ ان ینکح العفیفة المؤمنة... وانما یلیق بہ ان ینکح زانیة ھی فی طبقتہ... (فلاینکح) خبر مرادمنہ لایلیق بہ ان ینکح کما تقول: السلطان لایکذب ای لایلیق بہ ان یکذب نزل فیہ عدم لیاقة الفعل منزلة عدمہ (روح ج ۱۸ ص۸۴) یا نکاح سے یہاں وطی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس مرد و عورت کو یہ عادت بد چمٹ جائے وہ ایسے ہی بدکار مرد و عورت سے یا ان سے بھی بدتر مشرک و مشرکہ کے ساتھ ہی زنا کرتے ہیں کیونکہ پارسا مرد و عورت تو اس فعل بد سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ فالمعنی الزانی لایطأ فی وقت الزنا الا زانیة من المسلمین او من ھی اخس منھا من المشرکات وقد روی عن ابن عباس واصحابہ ان النکاح فی ھذہ الآیة الوطء (قرطبی ج ۱۲ ص۱۶۷) یا نکاح سے عقد شرعی ہے اور آیت منسوخ ہے بآیت وانکحوا الایامی منکم (قرطبی ج ۲ ص۱۶۹) لیکن پہلا مطلب ارجح اور دوسرا راجح ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے ان دونوں کو پسند فرمایا ؂۵ وحرم ذلك الخ ذلك سے زنا کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے۔ اس صورت میں حرمت سے حرمت شرعیہ مراد ہو گی اور یہ جملہ ماقبل کی علت ہو گا۔ والاشارة یحتمل ان تکون للزنا المفھوم مما تقدم والتحریم علیہ علی ظاھرہ ولعل ھذا الجملة وماقبلھا متضمنة لتعلیل ما تقدم الخ (روح ج ۱۸ ص۸۴) یا اشارہ مذکورہ بالا نکاح کی طرف ہے اور تحریم بمعنی منع ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وحرمنا علیہ المراضع الخ اور مومنین سے افراد کاملہ مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہم نے تکوینی طور پر مومنین کاملین کے دلوں کو ایسے بدکار مردوں اور عورتوں کے نکاح سے متنفر کر دیا ہے اور ان کے دل ایسے گندے لوگوں کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ ویحتمل ان تکون لنکاح الزانیة وعلیہ فالمراد من التحریم المنع وبالمومنین المومنون الکاملون ومعنی منعھم عن نکاح الزوانی جعل نفوسھم ابیة عن المیل الیہ فلایلیق ذلك بھم الخ (روح) ؂۶ والذین یرمون الخ یہ تیسرا حکم ہے جب یہ بات واضح ہو گئی کہ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ زنا ایسے بڑے فعل کا ارتکاب کریں تو اب اگر کوئی شخص کسی پاک دامن عورت یا پارسا مرد پر زنا کی تہمت لگا دے تو اس سے چار گواہوں کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ چار قابل اعتماد گواہ پیش نہ کر سکیں تو انھیں حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا کے طور پر اسی دُرّے مارے جائیں ولا تقبلوا لھم الخ اور آئندہ کے لئے کسی معاملہ میں کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کی جائے اولئك ھم الفسقون یہ تہمت لگانے والوں کے حال کا بیان ہے اور جملہ مستانفہ ہے کلام مستانف غیر داخل فی حیز جزاء الشرط کانہ حکایة حال الرامین عند اللہ بعد انقضاء الجملة الشرطیة (مدارک ج ۳ ص۱۰۲) کذا فی البحر المحیط ج ۶ ص۴۳۲) الا الذین تابوا الخ یہ الفسقون سے استثناء ہے یعنی اگر تہمت لگانے والوں نے توبہ کر لی اور اپنے کئے پر نادم ہو گئے اور آئندہ کے لئے اپنے اعمال کی اصلاح کر لی تو ان سے فسق کا نام اٹھ جائیگا۔ ای رجعوا عما قالوا وندموا علی ما تکلموا استثناء من الفاسقین کما صرح بہ اکثر الاصحاب . . . کون الاستثناء من الجملة الاخیرة مذھب الحنفیة فعندھم لاتقبل شھادة المحدود فی قذف وان تاب واصلح (روح ج ۱۸ ص۹۵) ولیس یقتضی ظاھر الایة عود الاستثناء الی الجمل الثلاث بل الظاھر ھو مایعضدہ کلام العرب وھو الرجوع الی الجملة التی تلیھا الخ (بحر ج ۶ ص۴۳۳) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چار اشخاص (عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین، حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش) پر حد قذف قائم فرمائی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قذف میں حصہ لیا تھا کما فی التفسیر الکبیر ج ۶ ص۳۵۳ وارشاد العقل السلیم لابی السعود ج ۶ ص۳۴۳) بعض مفسرین کا قول ہے کہ آپ نے کسی پر بھی حد قائم نہیں فرمائی (کما فی روح المعانی ج ۸ ص۱۰۶) ؂۷ والذین یرمون ازواجھم الخ یہ چوتھا حکم ہے۔ پہلے اجنبی پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے کا حکم بیان کیا گیا اب اس کی مناسبت سے اپنی بیویوں پر تہمت زنا لگانے کا حکم بیان کیا جاتا ہے لما ذکر حکم قذف الاجنبیات بین حکم قذف الزوجات (مدارک ج ۳ ص۱۰۲) اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر تہمت زنا لگا دے اور گواہ پیش نہ کر سکے تو اس پر حد قذف نہیں بلکہ ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لعان ہو گا یعنی دونوں میاں بیوی چار چار بار قسم کھا کر اپنی سچائی کی گواہی دیں اور پانچویں بار اپنے اوپر بد دعا کریں کہ وہ اگر جھوٹے ہوں تو خدا ان پر لعنت کرے فشھادة احدھم یہ تہمت لگانے والے کیلئے چار شہادتوں کا طریقہ ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر شہادت دے کہ وہ تہمت

میں سچا ہے والخامسۃ الخ اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر خدا کی لعنت۔ اگر خاوند اس طرح لعان کرے تو اس پر حد قذف نہیں ہوگی۔
۵ ویدرا عنہا العذاب الخ ان تشہد میں اَنْ مصدریہ ہے اور جملہ بتاویل مصدر یدرا کا فاعل ہے اور العذاب سے حد زنا مراد ہے یعنی اگر عورت بھی بطریق
ذیل لعان کرے تو اس سے حد زنا ساقط ہو جائے گی پہلے چار بار خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اسکا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر اس کا خاوند اپنے دعویٰ
میں سچا ہو تو اس (مراد بیوی) پر خدا کا غضب نازل ہو جب خاوند بیوی دونوں بطریق بالا لعان کرلیں تو ان دونوں کے درمیان زوجیت کے حقوق ختم ہو جائینگے
اور قاضی کی تفریق سے ان کے درمیان طلاق بائن واقع ہو جائے گی (روح و مدارک) ۹ ولولا فضل الخ تمہید کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانیوالوں پر زجریں ہو رہی ہیں۔ مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ وہ پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگائیں مگر اس کے باوجود تم نے صدیقہ پر تہمت لگائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال نہ ہوتی تو تمہیں فوراً عذاب سے ہلاک کر دیا جاتا۔ لَوْ کی جزا یہاں مذکور نہیں وہ آگے آرہی ہے۔ اس سورت میں لَوْ چار بار آیا ہے لیکن اس کا جواب صرف دو جگہ مذکور ہے یعنی پہلے اور دوسرے لَوْ کا جواب ایک ہے اسی طرح تیسرے اور چوتھے کا جواب ایک ہے ۱۰ ان الذین جاءو الخ یہ منافقین پر زجر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے بارے میں لوگ تین قسموں میں منقسم ہو گئے۔ اول وہ منافقین جنہوں نے یہ تہمت گھڑی اور اس کی تشہیر کی۔ ان کا سرغنہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔ دوم وہ مخلص مومنین جو غلط فہمی سے منافقوں کی باتوں سے متاثر ہو گئے اور ان کی زبانوں سے بھی نامناسب باتیں نکل گئیں۔ حضرت حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ ایسے ہی تھے۔ سوم عام مخلص مومنین جنہوں نے یہ باتیں سن کر خاموشی اختیار کی نہ ان کی تائید کی نہ تردید۔ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں جماعتوں پر زجر فرمایا۔ پہلے گروہ پر سب سے زیادہ زجر کیا گیا۔ یہ پہلی دونوں جماعتوں پر زجر ہے منکم میں خطاب تمام مسلمانوں سے ہے عصبۃ سے وہ منافقین اور مومنین مراد ہیں جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا۔ منافقین اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں بظاہر مسلمانوں میں شمار کرکے

۱ زجر بر منافقین ۱۲
۲ تیسرے گروہ پر زجر ۱۲

ع ۱۰ ۷

اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۷ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا
اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل جاتیگی
الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ
مار ۵ یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر مقرر وہ شخص
الۡكٰذِبِيۡنَ ۸ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ
جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر
اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۹ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ
اگر وہ شخص سچا ہے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل ۹
عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيۡمٌ ۱۰ اِنَّ
تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا جو
الَّذِيۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ ؕ لَا تَحۡسَبُوۡهُ
لوگ ف لائے ہیں ۱۰ طوفان تمہی میں ایک جماعت ہیں تم اسکو نہ سمجھو ۱۱
شَرًّا لَّـكُمۡ ؕ بَلۡ هُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ ؕ لِكُلِّ امۡرِیءٍ مِّنۡهُمۡ
برا اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کے لئے ان میں سے
مَّا اكۡتَسَبَ مِنَ الۡاِثۡمِ ۚ وَالَّذِىۡ تَوَلّٰى كِبۡرَهٗ مِنۡهُمۡ
وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے ۱۲ اٹھایا ہے اسکا بڑا بوجھ
لَهٗ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۱۱ لَوۡلَاۤ اِذۡ سَمِعۡتُمُوۡهُ ظَنَّ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
اس کیواسطے بڑا عذاب ہے ف۲ کیوں نہ جب تمنے اسکو سنا تھا خیال کیا ہوتا ۱۳ ایمان والے مردوں
وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بِاَنۡفُسِهِمۡ خَيۡرًا ۙ وَّقَالُوۡا هٰذَاۤ اِفۡكٌ
اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان
مُّبِيۡنٌ ۱۲ لَوۡلَا جَآءُوۡ عَلَيۡهِ بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ
ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد ۱۴

موضح قرآن ف اس کے بعد ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اٹھا حضرت عائشہ رض پر۔ پیغمبر ایک جہاد سے پھر آتے تھے۔ رات کو کوچ ہوا نفیری اور نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں۔ ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کے حکم سے گرا پڑا اٹھانے کو۔ ان کو دیکھا تنہا رہ گئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہنچایا۔ کمبخت منافق لگے اپنے روسیاہ کرنے ایک مہینہ تک یہ چرچا رہا۔ پیغمبر بھی سنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سنا انکو نہایت غم اٹھا تین دن روتے روتے دم نہ لیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف۲ تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ بعضے خوشیاں کر کر کہتے بعضے افسوس کر کر بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سن کر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانیوالا عبداللہ بن ابی تھا۔ منافقوں کا سردار۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید کہ در غزوۂ بنی مصطلق حضرت عائشہ رض متہم شدہ و منافقان در اشاعت بدنامی سعی کردند و جماعہ اظہار براءت نمودند و جماعہ توقف نمودند۔ خدا یتعالیٰ براءت صدیقہ نازل ساخت و ذم منافقان و مدح براءت کنندگان و تہدید توقف کنندگان فرمود ۱۲۔ ف۲ یعنی عبداللہ بن ابی منافق۔

منکم کا لفظ استعمال فرمایا ۔ ومعنی (منکم) من اھل ملتکم وممن ینتمی الی الاسلام سواء کان کذالک فی نفس الامر ام لا فیشمل ابن ابی لانہ ممن ینتمی الی الاسلام ظاھرا وان کان کافرا فی نفس الامر (روح ج ۱۸ صـ۱۱۵) ۱۱ لا تحسبوہ الخ اس افک اور تہمت کو تم برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے خیر و برکت کا پیش خیمہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ کو اللہ تعالٰے نے تہمت سے پاک ثابت کردیا اور اس کے ساتھ گذشتہ چار احکام بھی نازل فرما دیئے جو معاشرے کے لئے امن و سلامتی اور طہارت و پاکیزگی کا پیغام لے کر آئے ہیں بل ھو خیر لکم لاکتسابکم بہ الثواب العظیم وظھور کرامتکم علی اللہ عز وجل بانزال ثمانی عشرۃ آیۃ فی نزاھۃ ساحتکم الخ (ابوالسعود ج ۶ صـ۳۳۶) لکل امرئ منھم الخ اور جنہوں نے اس تہمت میں حصہ لیا ہے انہوں نے اپنے جرم کی نوعیت کے مطابق گناہ کا بوجھ اٹھا لیا ہے ۱۲ والذی تولی الخ اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے اس واقعہ میں شر و فساد کا سرغنہ اور لیڈر یہی تھا اس لئے جنہوں نے اس میں حصہ لیا ہے وہ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ۔ والاقرب فی الروایۃ ان المراد بہ عبداللہ بن ابی ابن سلول فانہ کان منافقا یطلب مایکون قدحا فی الرسول علیہ السلام وغیرہ کان تابعالہ فیما کان یاتی الخ (کبیر ج ۶ صـ۳۵۱) (والذی تولی کبرہ) ھو عبداللہ بن ابی ابن سلول (معالم و خازن ج ۵ صـ۶۲) جمہور اور محقق مفسرین نے یہی لکھا ہے کہ یہاں موصول سے عبداللہ بن ابی ابن سلول ہی مراد ہے مزید حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو :- مدارک ج ۳ صـ۱۰۳، جامع البیان صـ۳۰۶، ابوالسعود ج ۶ صـ۳۳۶، روح ج ۱۸ صـ۱۱۵، بحر ج ۶ صـ۴۳۴ وغیرہ ۱۳ لولا اذ سمعتموہ الخ یہ تیسرے گروہ پر زجر ہے ۔ قالوا ظنّ پر معطوف ہے یعنی جب تم نے یہ تہمت سنی تو اس وقت تم نے تمام مردوں اور عورتوں کے بارے میں حسن سے کیوں کام نہ لیا اور فوراً ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ محض بہتان اور جھوٹی تہمت ہے کیونکہ ہم کسی مخلص اور سچے مومن مرد اور عورت کے بارے میں یہ گمان نہیں کرسکتے کہ وہ زنا ایسا برا کام کرگذریں ۱۴ لولا جاءو الخ یہ عام مسلمانوں پر زجر ہے تہمت لگانے والوں نے چار گواہ پیش کیوں نہیں کئے؟ جب وہ چار گواہ پیش نہیں کرسکے تو ظاہر ہے کہ وہ جھوٹے ہیں لہذا اے ایمان والو تمہارا فرض تھا کہ تم یہ غلط بات سنتے ہی اعلان کردیتے کہ یہ سراسر جھوٹی تہمت ہے اور اس میں سچائی کا شائبہ تک نہیں مگر اس کے باوجود تم نے خاموشی اختیار کی ۔ وھذا توبیخ وتعنیف للذین سمعوا الافک ولم یجدوا

ا زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۲ نیز زجر بر گروہ دوم ۱۲۔

۳ تخویف دنیوی و اخروی ۱۲۔

فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ
پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں
الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
جھوٹے ف اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر ۵ اور اسکی رحمت
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ
دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَ
کوئی آفت بڑی ف جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر ۶ اور
تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَ
بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور
تَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا
تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف۱ اور کیوں نہ
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَٰذَا
جب ۷ تم نے اسکو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات
سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ
اللہ تو پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ
تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَ
پھر نہ کرو ۸ ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو اور
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ
کھولتا ہے اللہ تمہارے واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۲ جو
الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ
۹ لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کیلئے

موضح قرآن ف چاہیئے کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگادیں انکو جھٹلادے ۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانا ایمان والوں سے بعید ہے ف۲ یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ف۳ یعنی پتہ اسکا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو ہمیشہ چھپے دشمن تھے ۔ اگلی آیت میں پتہ بتادیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جمعی کہ میگفتند فلان و فلان چنین میگویند و ما ندیدہ ایم و بتحقیق نمیدانیم ۱۲۔

فی دفعہ وانکارہ الخ (بحرج ۶ صفحہ ۳۳۴) ف۱۵ ولولا فضل الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے پہلے ولولا فضل اللّٰہ الخ گذر چکا ہے وہاں تو
کا جواب مذکور نہیں تھا یہاں لمسکم فی ما افضتم الخ لَو کا جواب ہے اور خطاب دونوں گروہوں سے ہے یعنی تم نے جو ایک پاک دامن اور عفیفہ عورت
اور پھر پیغمبر علیہ السلام کی بیوی پر تہمت لگائی ہے اس کی وجہ سے تم مستحق تو اس بات کے تھے کہ تمہیں فوراً ہی عبرتناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے لیکن
اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور فوراً نہیں پکڑا بلکہ مہلت دیدی اس معاملہ میں جو مخلص مومنین ملوث تھے ان کے لئے یہ تاخیر حقیقتاً اللہ کی رحمت ثابت

عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ
نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا ف۱۹ اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت اور
اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا
یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا اے ف۲۰ ایمان والو نہ
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدموں پر
الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ
شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائیگا بے حیائی اور بری بات اور اگر نہ ہوتا اللہ کا
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ
فضل ف۲۱ تم پر اور اسکی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی
وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے
وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا
اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے ف۲۲ اور کشائش والے اس پر کہ دیں
اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ۖ
قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنیوالوں کو اللہ کی راہ میں
وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ
اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے
لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ
اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف ف۱ جو لوگ ف۲۳ عیب لگاتے ہیں

ع۲ النصف

تخویف دنیوی و اخروی برائے منافقین ۱۲

ہوئی انہیں موقع مل گیا اور انہوں نے سچی توبہ کر لی اور
آخرت کے عذاب سے بھی بچ گئے لیکن رئیس المنافقین
کو اس مہلت سے صرف وقتی فائدہ ہوا لیکن آخرت
میں دردناک عذاب میں گرفتار ہوگا ف۱۶ اذ تلقونہ
الخ یہ دوسرے گروہ کیلئے زجر ہے اذ لمسکم کے متعلق ہے۔
(روح) یعنی تمام منافقین کی پھیلائی ہوئی خبر کو ہاتھوں
ہاتھ لے رہے تھے اور بلا تحقیق اس کی اشاعت کر رہے تھے
اس وقت ہی اگر تم پر اللہ کا عذاب آجاتا تو ایسا ہو
سکتا تھا لیکن اللہ نے محض اپنی رحمت سے عذاب نازل
کرنے میں عجلت نہیں فرمائی تحسبونہ ھینا الخ تم
اس معاملہ کو بہت معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ
کے نزدیک یہ معاملہ بہت ہی سنگین اور بہت بڑا جرم
تھا۔ اے ایمان والو! تمہیں اس معاملے کی سنگینی کا
احساس ہونا چاہئے تھا اور تمہارے لئے اس معاملے
میں لب کشائی مناسب نہ تھی ف۱۷ ولولا اذ سمعتموہ
الخ یہ بھی دوسرے گروہ پر زجر ہے جب تم نے یہ بات
سنی تھی تو تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس قول باطل کی
اشاعت میں حصہ نہیں لینا چاہئے۔ اے اللہ بے شک
تو ہر عیب سے پاک ہے لیکن یہ بھی ایک صریح بہتان ہے
جو ایک پاک دامن اور پارسا عورت پر لگایا گیا ہے
یعظکم ان تعودوا الخ اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ
تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت مت کرو۔
ویبین اللّٰہ الخ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا
ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے وہ
ایسے احکام نازل فرماتا ہے جن میں تمام بنی آدم کی فلاح و
بہبود ہو ف۱۸ ان الذین الخ یہ گروہ منافقین کے لئے
دنیوی اور اُخروی تخویف ہے نیز تہمت لگانے کی علت
کی طرف اشارہ ہے کہ یہ منافقین تہمت اس لئے لگا
رہے ہیں تاکہ مسلمانوں میں فحش اور بے حیائی پھیل جائے

اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں ف۱۹ ولولا فضل اللّٰہ الخ لَو کا جواب محذوف ہے اس انعام و احسان کی اہمیت کا احساس دلانے اور مسلمانوں کو تنبیہ
کرنے کے لئے اس کا دوبارہ اعادہ فرمایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور اللہ تعالیٰ مہربان نہ ہوتا تو اس جرم کی پاداش میں تمہیں فوراً ہلاک

موضح قرآن ف جب طوفان اٹھانیوالے جھوٹے پڑے اور اُن کو حد ماری گئی اسّی کوڑے اُن میں دو تین مسلمان تھے ایک شخص تھا مسطح ابوبکر صدیق کا بھانجا مفلس یہ اسکی
خبر لیتے تھے انہے قسم کھائی کہ اسکو میں کچھ نہ دونگا۔ اللہ نے اسکی سفارش کردی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے بڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جوان کی بڑائی نہ مانے اللہ سے
جھگڑے۔ پھر انہوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا بند نہ کرونگا

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید دریں آیت تعریض است بابوبکر صدیق قسم خوردہ بود کہ مسطح را ہیچ ندہد وی یکی از دشنام دہندگان بود ۱۲۔

ملاک کردیتا اور مہلت نہ دیتا لعجل لکم العذاب وکرر المنۃ بترک المعاجلۃ بالعقاب مع حذف الجواب مبالغۃ فی المنۃ علیھم والتوبیخ لھم (مدارک ج ۳ صـ۱۵۱) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی جزاء آگے آرہی ہے یعنی ما زکی منکم الخ **۲۰** یایھا الذین الخ ایمان والوں کو نصیحت فرمائی کہ پاک دامن مومنوں پر تہمت لگانا بہت برا اور فحش کام ہے اور بے حیائی اور فحش کاموں کی ترغیب و اشاعت تو شیطان کا کام ہے، ایمان والوں کو ایسے کاموں سے دور رہنا چاہیئے اور شیطان کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ من یتبع الشیطن اوتکب الفحشاء والمنکر فانہ لا یامر الا بھما ومن کان

الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَ
حفاظت والیوں بیخبر ایمان والیوں کو انکو پھٹکار ہے دنیا میں اور
الْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
آخرت میں اور ان کیلئے ہے بڑا عذاب جس دن کہ ظاہر کر دیں گی
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾
ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے
يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ
اسدن پوری دیگا انکو اللہ ان کی سزا جو چاہیے اور جان لیں گے کہ
اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ
اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا گندیاں ہیں ۲۴ گندوں کے واسطے
وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ
اور گندے واسطے گندیوں کے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے
لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ
واسطے ستھریوں کے وہ لوگ ۲۵ بے تعلق ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ان کیواسطے
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف اے ایمان والو
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ
مت جایا کرو کسی گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول چال نہ کرلو اور
تُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ
سلام کرلو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم
تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا
یاد رکھو ف پھر اگر نہ پاؤ ۲۶ اس میں کسی کو تو اس میں نہ

ع ۹ ۳

۱؎ بشارت اخروی ۱۲

۲؎ پہلا قانون معاشرت ۱۲

کذلک لا یجوز اتباعہ وطاعتہ (روح جلد ۱۸ صـ۱۲۴) **۲۱** ولولا فضل اللہ الخ اعادہ بعد عہد کی وجہ سے ہے اور مقصود ذکر جزاء ہے ما زکی منکم الخ جزاء ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے بیحیائی اور بہتان تراشی کو روکنے کے لئے احکام و حدود مقرر فرما دیئے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو منافقین کی شرارتوں سے کسی کی عزت بھی محفوظ نہ رہتی وہ آج ایک کو بدنام کرتے کل دوسرے کی ہتک پر آمادہ ہو جاتے لیکن اللہ نے حد قذف مقرر فرما کر ان کے منہ بند کر دیئے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیات بینات نازل فرما کر توحید اور شریعت کی راہ واضح کر دی ہے تاکہ ایمان والے اس پر چل کر اللہ کا قرب حاصل کریں پھر اس نے توبہ کا دروازہ بھی کھول دیا ہے تاکہ گنہ گار توبہ کر کے گناہوں سے اپنے کو پاک کر سکیں تو یہ سب اللہ کی مہربانی ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی گناہوں سے پاک نہ ہو سکتا ولکن اللہ یزکی الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسکی مہربانی ہی سے انسان کو عمل اور توبہ کی توفیق ملتی ہے اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہو تب ہی انسان گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے ای ان تزکیتہ۔۔۔ لکم و تطھیرہ وھدایتہ انما ھی بفضلہ لا باعمالکم (قرطبی ج ۱۲ صـ۲۰۷) **۲۲** ولا یأتل اولوا الفضل الخ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق کے قریبی رشتہ دار تھے یہ مہاجرین اولین میں سے تھے، ان کی مالی حالت کمزور تھی۔ حضرت صدیق رضؓ حضرت مسطح رضؓ کے دینی شرف اور صلہ رحمی کی بناء پر ان کی مالی امداد کیا کرتے تھے واقعہ افک میں مسطح رضؓ سے بھی غلطی ہو گئی اور وہ دوسرے گروہ میں شامل تھے جب حضرت عائشہ رضؓ کی براءت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضؓ نے قسم کھالی کہ آئندہ کے لئے وہ مسطح رضؓ پر خرچ نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ بخشش و عطا تو اسباب مغفرت میں سے ہے تم اس کو بند کیوں کرتے ہو، کیا تم مغفرت نہیں چاہتے ہو؟ جب یہ آیت نازل ہوئی

موضح قرآن ف۱ ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوتی یعنی اللہ ان کے ناموس کی حفاظت کرتا ہے ف۲ یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاوے کیا جانے وہ کس حال میں ہو۔ اوّل آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فوراً بول اٹھے بلیٰ واللہ یا ربنا انا لنحب ان تغفر لنا (روح) اس کے بعد مسطح کا وظیفہ بحال کر دیا ۲۳؎ ان الذین یرمون الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اُخروی ہے وہ دنیا اور آخرت میں خداوند تعالیٰ کی لعنت کا مورد ہیں اور آخرت میں انھیں ہولناک عذاب میں بھی مبتلا کیا جائیگا اس سے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین مراد ہے جو واقعہ افک کا سرغنہ تھا۔ قال مقاتل ھذا خاص فی عبداللہ ابن ابی المنافق (معالم ج ۵ ص۶۱، خازن ص۵۹) یوم تشھد الخ ظرف لعنوا یا عذاب عظیم سے متعلق ہے قیامت کو جب یہ منافق اپنے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ارتکاب سے انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے گویائی کا اختیار سلب کرلے گا اور ان کے جوارح کو بولنے کی قوت عطاء فرمادے گا۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پاؤں اور زبان ان کے اختیار کے بغیر بول کر ان کے خلاف گواہی دیں گے بان انطقھن اللہ من غیر اختیار ھم (جامع ص۳۰۷) یومئذ یوفیھم اللہ الخ دینھم، دین کے معنی حساب اور جزاء کے ہیں یعنی قیامت کے دن اللہ عدل و انصاف کے ساتھ ان کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اور ان پر ظلم نہیں کرے گا ای حسابھم وجزاءھم (قرطبی) ومعنی الحق الثابت الذی ھم اھلہ (مدارک) ویعلمون ان اللہ الخ دنیا میں منافقین اللہ کی توحید اور دین اسلام کی سچائی سے شک میں تھے لیکن قیامت کے دن ان کے تمام شکوک رفع ہو جائیں گے اور ان پر واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید حق ہے اور اس کا دین سچا ہے عن ابن عباس انھا نزلت فی عبداللہ بن ابی کان یشک فی الدین فاذا کان یوم القیامۃ علم حیث لا ینفعہ (بحر ج ۶ ص۴۴۲) ۲۴؎ الخبیثٰت للخبیثین الخ پارسا ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے الخبیثات ناپاک عادتیں اور گندی باتیں مراد ہیں اور الطیبات سے پاکیزہ اور نیک عادتیں اور باتیں مراد ہیں یعنی گندی باتیں اور عادتیں، گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کی شان کے شایان ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک پاکیزہ عورت ہیں اس لئے بدکاری ایسی بُری اور ناپاک بات کو ان کی ذات سے کوئی نسبت نہیں۔ اسی طرح حضرت صفوان رضی اللہ عنہ (جن سے منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی) بھی ایک پاکباز اور عفیف انسان ہیں اور زنا ایسی خباثت سے مبرا ہیں۔ قال مجاھد وابن جبیر وعطاء واکثر المفسرین المعنی الکلمات الخبیثات من القول للخبیثین من الرجال وکذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول الخ (قرطبی ج ۱۲ ص۲۱۱) یا الخبیثٰت سے بدکار عورتیں اور الطیبات سے پارسا عورتیں مراد ہیں اور مطلب یہ ہوگا کہ بدکار اور گندی عورتیں بدکار اور گندے مردوں کے لائق ہیں، اسی طرح بدکار مرد اس لائق ہیں کہ ان کا تعلق بھی اپنے جیسی گندی عورتوں سے ہو اور پاک اور ستھرے مرد اپنے جیسی پارسا اور ستھری عورتوں کے لائق و بالعکس۔ ستھرے اور پاکباز انسانوں کا بدکار اور گندی عورتوں سے کیا جوڑ؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ طیب و طاہر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں لہذا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے پیغمبر کی بیوی بدکاری کی نجاست وخباثت سے پاک اور طیبہ اور طاہرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی ناموس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی آبرو پر آنچ نہیں آنے دیتا کان تعالیٰ یبین ان الطیبات من النساء للطیبین من الرجال ولا احد طیب ولا اطھر من الرسول فازواجہ اذن لا یجوز ان یکن الا الطیبات (کبیر ج ۶ ص۳۶۹) حضرت شیخ قدس سرہٗ نے پہلے مطلب کو راجح قرار دیا اور فرمایا اولئک مبرءون مما یقولون الخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یعنی پاک لوگ ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جن کو خبیث لوگ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ۲۵؎ اولئک مبرءون الخ یعنی طیبات (پاکیزہ عورتیں) اور طیبون (پاک دامن مرد) ان ناپاک اور خبیث باتوں سے مبرا ہیں جو منافقین ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ منافقین کے اس خبیث بہتان سے بری اور پاک ہیں اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خباثت سے پاک ہے کہ اس کی بیوی فاحشہ ہو۔ الاشارۃ قیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والصدیقۃ وصفوان (روح ج ۱۸ ص۱۳۱) اولئک مبرءون مما یقولون ای عائشۃ وصفوان مما یقول الخبیثون والخبیثات (قرطبی) پاکیزہ لوگ دنیا میں بھی ان خباثتوں سے پاک ہیں اور آخرت میں ان پر اللہ کی بے پایاں بخشش ہوگی اور باعزت مقام کے مستحق ہوں گے ۲۶؎ یا یھا الذین اٰمنوا الخ قصہ افک کی تفصیل کے بعد آگے چھ قوانین اور آداب معاشرت بیان کئے جاتے ہیں تاکہ بدکاری اور بدکاری کی تہمت کے اسباب و دواعی کا سدباب ہو جائے اور آئندہ کے لئے کسی کو کسی پر الزام و بہتان لگانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے یہ پہلا قانون ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ھدایت فرمائی ہے کہ وہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوا کریں حتی تستأنسوا ای تستاذنوا من یملک الاذن من اصحابھا (روح ج ۱۸ ص۱۳۳) یعنی جب دوسرے کے گھر میں داخل ہونا چاہو تو دستک یا آواز دے کر صاحب خانہ سے اجازت لے لو۔ وتسلموا علیٰ اھلھا جب اجازت مل جائے تو گھر میں داخل ہو کر گھر میں رہنے والوں کو سلام مسنون کہو ۲۷؎ فان لم تجدوا الخ لیکن اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو یا گھر میں صرف مستورات اور بچے ہی ہوں تو جب تک صاحب خانہ آکر اجازت نہ دے اس وقت تک گھر میں مت گھسو۔ وان قیل لکم ارجعوا الخ ان سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملنے تو واپس چلے آؤ۔ ھو ازکی لکم۔ اجازت نہ ملنے کی صورت میں تمہارا واپس آجانا ہی بہتر ہے اس میں تمہارے دین کا بھی فائدہ ہے اور دنیا کا بھی۔ کیونکہ اس طرح تم لوگوں کے شکوک و شبہات سے بالا رہو گے اب دروازے پر جمٹ کر کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ لما فیہ من سلامۃ الصدور والبعد عن الریبۃ (مدارک ج ۳ ص۱۰۰)

۲۸ لیس علیکم الخ یہاں ان گھروں اور مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے وہ یہ جگہیں ہیں جن میں کسی کے اہل وعیال سکونت پذیر نہ ہوں بلکہ وہ عوامی منافع اور کاروبار کے لئے مختص ہوں مثلاً ہوٹل دکانیں اور سرائیں وغیرہ قال محمد بن الحنفیۃ وقتادۃ ومجاھد ھی الفنادق التی فی طرق السابلۃ قال مجاھد لا یسکنہا احد بل ھی موقوفۃ لیاوی الیہا کل ابن السبیل (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۲۱) ھی الخانات والمنازل المبنیۃ للسابلۃ . . . . . وقیل بیوت التجار وحوانیتھم (خازن ج ۵ ص ۶۸) ۲۹ قل للمومنین الخ یہ دوسرا قانون ہے ایمان والوں کو ہدایت فرمائی کہ وہ نظریں جھکا کر چلا کریں تاکہ اجنبی عورتوں سے ان کی نگاہیں محفوظ رہیں نیز فرمایا وہ اپنی شرمگاہوں کو بدکاری سے محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے طہارت وعفاف کا باعث ہے غیر محرم عورت کی طرف دیکھنا دواعی زنا میں سے ہے اس لئے پہلے اس سے منع فرمایا کیونکہ جب آدمی اس کے اسباب ومحرکات سے دور رہے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔ ۳۰ وقل للمؤمنات الخ یہ تیسرا قانون ہے اس میں عورتوں کو غض بصر اور حفظ فرج کا حکم دیا گیا ہے اسکے بعد عورتوں کو مزید ہدایات دی گئی ہیں ولا یبدین زینتھن الخ زینت سے نفس زینت یا اعضاء زینت مراد ہیں۔ عورتیں اپنی زینت وآرائش کو یا ان اعضاء کو جو محل زینت وآرائش ہیں اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ جن اعضاء کے ڈھانپنے میں حرج اور ان کے ظاہر کرنے میں مجبوری ہو ان کو ظاہر کرسکتی ہیں جو عورتیں باقاعدہ حجاب میں نہیں رہتیں بلکہ اپنے کام کاج کے لئے انھیں گھر سے نکلنا پڑتا ہے انہیں ہاتھ ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو لیکن آج کل جو فیشن ایبل لڑکیاں ہاتھوں اور چہروں کو میک اپ سے سجا بنا کر بے پردہ باہر نکلتی ہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں کیونکہ اس میں سراسر فتنہ ہی فتنہ ہے ۳۱ . . . . ولیضربن بخمرھن الخ عورت کے خلقی حسن وجمال میں سینہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس کے ستر کی خاص طور سے تاکید فرمائی کہ اوڑھنی کو سر پر سے لا کر سینے پر ڈال دیں تاکہ سینے کا ستر بخوبی ہوجائے۔ یہ گھر میں ستر کا حکم ہے اگر گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو برقع یا چادر اوڑھ کر نکلیں جس سے سارا بدن مستور ہوجائے یہ حکم یدنین علیھن من جلابیبھن (احزاب ع ۸) میں مذکور ہے۔ ولا یبدین الخ اور اپنی زیبائش کو

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا
جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تمکو اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾
تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لئے اور اللہ جو تم کرتے ہو جانتا ہے ف۱

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ
نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ ۲۸ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا

فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا
اس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۱ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو

تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
چھپاتے ہو ف۱ کہدے ایمان والوں کو ۲۹ نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ
اور تھامتے رہیں اپنے ستر کو اس میں خوب ستھرائی ہے ان کیلئے بیشک اللہ کو خبر ہے

بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ
جو کچھ کرتے ہیں ف۱ اور کہدے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا

اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
اپنی آنکھیں ۳۰ اور تھامتی رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں ف۲

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ
اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۳ اور ڈال لیں ۳۱ اپنی اوڑھنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا
اپنے گریبان پر اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ
اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند کے باپ کے

ر دوسرا قانون معاشرت ۱۲

ر تیسرا قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں چلے جاؤ۔ اور نہ دی ہو تو نہ جاوے اور پھر جاؤ کہے سے برا نہ مانو۔ اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ف۲ شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں رہتا تو کس سے پروانگی لیویں۔ یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدے گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے۔ وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ف۳ تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں نہ اپنا دکھاویں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم اس بات کی قید تھی

فتح الرحمن ف۱ یعنی رباط وقف ۱۲ ف۲ یعنی مواضع زیور ۱۲ ف۳ یعنی وجہ وکفین ۱۲۔

کسی اجنبی کے سامنے ظاہر نہ کریں البتہ اپنے خاوند کے علاوہ مندرجہ ذیل مردوں کے سامنے آرائش کا اظہار جائز ہے کیونکہ یہ ان کے ذی رحم محرم ہیں باپ، خسر، بیٹا، خاوند، خاوند کا دوسری بیوی سے بیٹا، بھائی، بھتیجا اور بھانجا اونساءھن ان رشتہ دار مردوں کے علاوہ ان عورتوں کے سامنے بھی اپنی آرائش کو ظاہر کرسکتی ہیں جو مسلمان ہوں اور اچھے کیریکٹر کی ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورتوں کے سامنے اسی طرح فاحشہ اور گندے کردار اور کمینہ صفت عورتوں کے سامنے زینت کی نمائش جائز نہیں کیونکہ ایسی عورتیں باپردہ عورتوں کی زینت و آرائش اور حسن وجمال کا غیر مردوں کے سامنے ذکر کریں گی اس میں خوف فتنہ ہے قال ابن عباس

اَوۡ اَبۡنَآئِہِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِہِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ
یا اپنے بیٹے کے یا اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے
اِخۡوَانِہِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِہِنَّ اَوۡ نِسَآئِہِنَّ اَوۡ مَا
بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے یا
مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ
اپنے ہاتھ کے مال ۳۲ یا کاروبار کرنیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض
مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡہَرُوۡا عَلٰی
نہیں رکھتے یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا
عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِہِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا
عورتوں کے بھید کو اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو
یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِہِنَّ ؕ وَ تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ
چھپاتی ہیں اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے
الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی
ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ اور نکاح کردو رانڈوں کا
مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ
اپنے اندر ۳۳ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر
یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ
وہ ہونگے مفلس ۳۴ اللہ انکو غنی کردیگا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا ہے
عَلِیۡمٌ ﴿۳۲﴾ وَ لۡیَسۡتَعۡفِفِ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ
سب کچھ جانتا ہے ۳۵ اور اپنے آپ کو تھامتے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان
نِکَاحًا حَتّٰی یُغۡنِیَہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ الَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ
نکاح کا جب تک کہ مقدور دے انکو اللہ اپنے فضل سے اور جو لوگ چاہیں ۳۶

رضی اللہ عنہ لایحل للمسلمۃ ان تراھا یھودیۃ او نصرانیۃ لئلا تصفھا لزوجھا۔ (قرطبی ج ۲ ص ۲۳۳) ۳۲ او ما ملکت الخ اس سے مراد لونڈیاں ہیں کیونکہ غلام غیر محرم ہیں ای من الاماء ولوکوافروا اما العبید فھم کالاجانب (روح ج ۱۸ ص ۱۴۳) او التابعین الخ یعنی وہ نوکر چاکر یا وہ مرد جو گھر والوں کے ساتھ رہتے ہوں اور بچا کھچا کھا کر گذارہ کرتے ہوں اگر وہ عمر رسیدہ ہوں اور عورتوں سے انہیں رغبت نہ ہو بس اپنے کام سے کام رکھیں اور ان کی طبیعت میں شوخی وغیرہ نہ ہو یا اس سے وہ فاتر العقل مراد ہیں جن کے حواس بجا نہ ہوں تو ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرسکتی ہیں الرجل یتبع القوم فیأکل معھم ویرتفق بھم وھو ضعیف لایکترث للنساء ولا یشتھیھن (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۳۴) المراد بالتابعین غیر اولی الاربۃ ھم الذین یتبعون القوم لیصیبوا من فضل طعامھم لاھمۃ لھم الا ذلک ولاحاجۃ لھم فی النساء (خازن ج ۵ ص ۷۰) او الطفل الذین الخ اسی طرح وہ چھوٹے بچے جو ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچے ان کے سامنے بھی آرائش ظاہر کرنے کی اجازت ہے ولا یضربن بارجلھن الخ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر آہستہ آہستہ رکھیں اور زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ

رابطہ چوتھا قانون معاشرت ۱۲

پانچواں قانون معاشرت ۱۲

موضح قرآن

۳۱ سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور تنی پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو تھوڑا سا منہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا درست ہے ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گنا ڈھانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدذات عورتوں سے کنارہ پکڑنا اور کمیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علماء کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ۳۲ رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کرو نماز فرض کا جب وقت آوے۔ جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اسکا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہو جاویں تمہارا کام نہ چھوڑیں۔

فتح الرحمن

ف۱ حاصل این آیت آنست کہ مواضع زینت دو قسم است۔ آنچہ در ستر آن حرج است و آن وجہ و کفین بود۔ و آنچہ در ستر آن حرج نیست مانند سر و گردن و عضد و ذراع و ساق پس ستر وجہ و کفین از اجنبیان فرض نیست بلکہ سنت است و ستر غیر آن از اجنبیاں فرض است نہ از محارم۔ واللہ اعلم

پاؤں میں پہنے ہوئے زیوروں کی جھنکار غیر محرم نہ سن لیں کیونکہ اس سے وہ عورت کے کردار پر شبہ کریں گے اور ممکن ہے کہ ان کے اپنے دلوں میں خیالات فاسدہ کروٹیں لینے لگیں وتوبوا الی اللہ الخ انسان خطا کا پتلا ہے انتہائی کوشش کے باوجود اوامر و نواہی میں اس سے قصور اغلب ہے اس لئے اپنے گناہوں سے توبہ کرنے اور معافی مانگنے کا حکم فرمایا۔ العبد لا یخلو عن سھو و تقصیر فی اوامرہ ونواھیہ وان اجتھد ولذا وصی المومنین جمیعًا بالتوبۃ وبتامیل الفلاح اذا تابوا (مدارک ج ۳ ص ۱۰۹) ۳۳؎ وانکحوا الایامٰی الخ یہ چوتھا قانون ہے اس کا تعلق بھی صلاح وعفاف اور تطہیر معاشرہ سے ہے ایامٰی ایم کی جمع

الْکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ
لکھت آزادی کی مال دیکر ان میں سے کہ جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں تو انکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو
فِیْھِمْ خَیْرًا ۖ وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ ؕ
ان میں کچھ نیکی اور دو ان کو اللہ کے مال سے جو اس نے تمکو دیا ہے
وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا
اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر ف۳ بدکاری کیواسطے اگر وہ چاہیں ف۲ قید سے رہنا
لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَمَنْ یُّکْرِھْھُّنَّ
کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی ان پر زبردستی کریگا
فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْۢ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۳۳)
تو اللہ ف۳۹ ان کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ
اور ہمنے اتاریں تمہاری طرف آیتیں ف۴۰ کھلی ہوئی اور کچھ حال ف۱
الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ (۳۴) اَللّٰہُ
انکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف اللہ
نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ
روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ف۴۱ مثال اسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ
اس میں ہو ایک چراغ ف۴۲ وہ چراغ دھرا ہوا ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے
کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ
جیسے ایک تارہ چمکتا ہوا تیل جلتا ہے اس میں ایک برکت کے درخت کا
زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُھَا
وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب ہے اس کا تیل کہ

ع ۴ / ۱۰

چھٹا قانون معاشرت ۱۲۔

دعوی توحید ۱۲

ہے اور ایم غیر شادی شدہ مرد و عورت کو کہتے ہیں یا وہ مرد و زن جن کا رفیق زندگی فوت ہو چکا ہو الایم قال النضر بن شمیل کل ذکر لا انثی معہ وکل انثی لا ذکر معھا بکرا کان او ثیبًا۔۔۔ وفی شرح کتاب سیبویہ لابی بکر الخفاف الایم التی لا زوج لھا واصلہ ھی التی کانت متزوجۃ ففقدت زوجھا برزء طرأ علیھا الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۴۷) یعنی جس عورت و مرد کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ یا رنڈوا ہو گیا ہے تو موقع مناسب دیکھ کر ان کا نکاح کر دو۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک ہیں ان کا نکاح بھی کر دو کیونکہ نکاح ہو جانے سے ان میں زنا کا داعیہ کمزور ہو جائیگا اور نکاح نہ کرنے میں بہت سی خرابیاں ہیں الصّٰلحین سے یا تو شرعی معنی مراد ہے یعنی نیک اور پرہیزگار ہوں یہ قید اس لئے لگائی گئی کہ وہ حقوق زوجیت صحیح طور سے ادا کریں اور زوجین اور ان کی اولاد کا دین محفوظ رہے۔ لیحصن دینھم ویحفظ علیھم صلاحھم (کبیر ج ۶ ص ۳۸۵) یا صلاح سے اس کا لغوی معنی صلاحیت مراد ہے یعنی اگر غلاموں اور لونڈیوں میں نکاح کی صلاحیت ہو۔ وہ بالغ ہوں اور حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں

موضح قرآن ف لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام، لونڈی کہنے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر۔ یہ اقرار لکھوا لیں۔ اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھی تو لکھ دے۔ نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کرے گا اور دولتمندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہو دیں خواہ زکوٰۃ سے خواہ خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروانی مال کمانے کو بڑا وبال ہے۔ خواہ وہ خوش ہوں خواہ ناخوش۔ ناخوشی پر اور زیادہ۔ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے۔ ف۲ یعنی پہلی امتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فتیلہ روشن است ۱۲۔ ف۲ یعنی در قندیل ۱۲۔

وقیل المراد بالصلاح معناد اللغوی ای الصالحین للنکاح و القیام بحقوقہ (روح ج ۱۸ ص۱۴۵) ۳۴ ان یکونوا الخ غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کے نکاح میں تاخیر نہ کرو کیونکہ فقر وغنا اللہ کے قبضے میں ہے اگر اللہ کو منظور ہوگا تو وہ ان کے افلاس کو غنا سے بدل دے گا واللہ واسع علیم اس کے خزانے غیر محدود ہیں جو ختم نہیں ہوسکتے اور وہ اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جسے چاہتا ہے فقیر یا غنی کر دیتا ہے ۳۵ ولیستعفف الخ نکاح سے یہاں اسباب نکاح مراد ہیں۔ (لا یجدون نکاحا) استطاعۃ تزوج من المھر والنفقۃ (مدارک ج ۳ ص۱۰۹) یعنی جو لوگ اس قدر محتاج ہیں کہ بیوی کے مہر اور اس کے نان و نفقہ کا بھی انتظام کرنے سے عاجز ہیں وہ صبر و ضبط سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید رکھیں جب اللہ تعالیٰ ان کے لئے نکاح کے اسباب مہیا کردے تو نکاح کرلیں ۳۶ والذین یبتغون الخ یہ پانچواں قانون ہے نکاح کی صلاحیت رکھنے والے غلاموں اور لونڈیوں کی تزویج کا حکم دینے کے بعد مستحق کتابت غلاموں کو مکاتب کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہوجائیں اور اپنے تصرفات نکاح، تجارت وغیرہ کے مختار ہوجائیں۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جسے اسکا مالک کہہ دے کہ تم اتنی رقم ادا کردو تو تم آزاد ہو خیرا سے مراد قدرت اور امانت ہے یعنی اگر تم سمجھو کہ غلام کمانے کی قدرت رکھتا ہے اور بددیانت نہیں کہ مال میں خیانت کرے تو اس کو مکاتب کردو۔ ای امانۃ وقدرۃ علی الکسب (روح) واتوھم الخ جب ان کو مکاتب کرو تو ان کی کچھ مالی امداد بھی کرو تاکہ وہ کوئی کام شروع کریں بدل کتابت میں سے کچھ تخفیف بھی اس میں شامل ہے (روح، معالم، خازن) ۳۷ ولا تکرھوا فتیتکم الخ یہ صلاح و عفاف کا چھٹا قانون ہے زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کو زنا پر مجبور کرتے اور انکی کمائی کھاتے تھے مفسرین نے کہا ہے یہ آیت عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں جن کی وہ کمائی کھاتا تھا حرمت زنا کے نزول کے بعد ان لونڈیوں نے زنا کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ اب اسلام نے زنا حرام کردیا ہے۔ اس لئے اب ہم یہ کام نہیں کریں گی ابن ابی نے ان کو مجبور کیا تو وہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس کی شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قال المفسرون نزلت فی عبد اللہ بن ابی ابن سلول المنافق کانت لہ جاریتان یقال لھما مسیکۃ ومعاذۃ وکان یکرھھما علی الزنا لضریبۃ یاخذ منھما الخ (خازن ج ۵ ص۷۵) آیت کا مورد اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے لا اختصاص للخطاب بمن نزلت فیہ الآیۃ بل ھی عامۃ فی سائر المکلفین (روح ج ۱۸ ص۱۵۷) ۳۸ ان اردن الخ اس سے بظاہر شبہ ہوتا ہے کہ نہی ارادہ تحصن کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر لونڈیاں پاک دامن رہنے کا ارادہ کریں تو ان کو زنا پر مجبور نہ کیا کرو اس سے مفہوم یہ نکلا کہ ارادہ تحصن نہ ہو تو اکراہ کی اجازت ہے حالانکہ یہ درست نہیں اس کے متعدد جواب ہیں اول ارادہ تحصن کا ذکر محض مزید تغلیظ اور تقبیح فعل کے لئے ہے یعنی جب وہ پاک رہنا چاہتی ہوں تو پھر ان پر جبر کرنا بہت ہی برا فعل ہے جیسا کہ موجودہ زمانہ میں کئی ایک ایسے واقعات سامنے آچکے ہیں کہ بعض بے غیرت خاوند اپنی بیویوں کو بدکاری پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے بطور تغلیظ فرمایا جب وہ پاک رہنے کا ارادہ کریں تو تمہیں بطریق اولی انہیں پاک رہنے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے لا تاکلوا الربا اضعافا مضاعفۃ (آل عمران) یہاں اضعافا مضاعفۃ کا اضافہ بطور تغلیظ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سود در سود ناجائز ہے اور سود مفرد جائز ہے فیہ توبیخ للموالی ای اذا رغبن فی التحصن فانتم احق بذالک (مدارک ج ۳ ص۱۱۰) دوم ارادہ تحصن کا ذکر اغلب حالات کی رعایت سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ جبر و اکراہ صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب لونڈی اپنی آبرو محفوظ رکھنے کا تہیہ کرے اور زنا پر رضامند نہ ہو لیکن اگر وہ خود ہی رضامند ہو تو جبر و اکراہ کی نوبت نہیں آئے گی انما شرط ارادۃ التحصن لان الاکراہ لا یتصور الا عند ارادۃ التحصن فاما اذا لم ترد التحصن فانھا تبغی بالطبع (خازن ج ۵ ص۷۶) سوم۔ لا تکرھوا فتیتکم الخ نکاح کردینے سے کنایہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تمہاری لونڈیاں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں تو ان کا نکاح کردو اور نکاح سے ان کو نہ روکو کیونکہ اس صورت میں ان کے زنا میں واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ خواہش نکاح کے وقت کسی کو نکاح سے روکنا بھی اسباب داعیہ الی الزنا میں سے ہے اس لئے جو شخص اپنی لونڈیوں کو نکاح سے روکتا ہے گویا وہ ان کو زنا پر مجبور کرتا ہے جبکہ وہ زنا سے عفاف و طہارت کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں قالہ الشیخ قدس سرہ بعض امراء اور بڑے بڑے پیران سوء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی صرف اس لئے نہیں کرتے کہ ان کی شان کا انہیں داماد نہیں ملتے حالانکہ صرف دین کو دیکھنا چاہئے یہ لوگ بھی اس آیت کے تحت داخل ہیں ۳۹ ومن یکرھھن الخ من کی جزاء محذوف ہے ای فلا اثم علیھن اسی نہی کے بعد جو ان کو بدکاری پر مجبور کرے گا۔ اس کا جرم و گناہ جبر کرنے والے پر ہے لونڈیوں پر نہیں۔ ہاں جبر و اکراہ کے بعد بتقاضائے بشریت ان (لونڈیوں) سے جو مطاوعت سرزد ہوگی اس کی اللہ تعالیٰ معافی دے گا۔ تعلیق المغفرۃ لھن مع کونھن مکرھات لا اثم لھن... لاعتبار انھن وان کن مکرھات لا یخلون فی تضاعیف الزنا عن شائبۃ مطاوعۃ بحکم الجبلۃ البشریۃ (روح ج ۱۸ ص۱۵۸) ۴۰ ولقد انزلنا الخ.... دوسری بار ترغیب مع تخویف دنیوی آیت مبینت دلائل توحید اصلاح معاشرہ کے لئے احکام بیان کرنے کے بعد اصل مدعا کی طرف اشارہ ہے ومثلا من الذین الخ گذشتہ لوگوں کے قصص و امثال تاکہ خدا سے ڈرنے والے اور انابت کرنے والے لوگ ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں ۴۱ اللہ نور السموٰت الخ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ اس سے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوجائیں گے اور مسئلہ توحید اور دین اسلام سے پھر جائیں گے تہمت سے متعلقہ احکام اور اصلاح و تطہیر معاشرہ کے قوانین بیان کرنے کے بعد اب یہاں اصل دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ نور السموٰت والارض اللہ تعالیٰ سارے جہان کا نور ہے سارے جہان کی رونق اور چہل پہل اسی کی ذات سے قائم ہے۔ سارے عالم کا کاروبار اسی کی تدبیر اور تصرف سے چل رہا ہے اور کائنات کے ذرہ ذرہ سے اس کی قدرت ظاہر و ہویدا ہے۔ وہی سارے جہان کا مدبر اور تمام جہان والوں کا کارساز ہے قال مجاھد وابن عباس فی قولہ (اللہ نور السموٰت والارض) یدبر الامر فیھما (ابن کثیر ج ۳ ص۲۸۹) (روح ج ۱۸ ص۱۶۴) قال مجاھد

مدبر الامور فی السمٰوٰت والارض (قرطبی ج ۱۲ صـ۲۵۷) اسی کے قدرت وتصرف سے زمین وآسمان کی رونق اور سارے جہان کا نظام قائم ہے ہر چیز اس سے منور اور موجود ہے المعنی ای بہٖ وبقدرتہ انارت اضواءھا واستقامت امورھا وقامت مصنوعاتھا (قرطبی ج ۱۲ صـ۲۵۶) الواجب الوجود الموجد لماعداہ (روح) حاصل یہ ہے کہ سارے جہان میں جو حسن وخوبی اور جمال وکمال ہے وہ اسی کی ذات سے ہے ف۲ مثل نورہ الخ پہلے فرمایا اللہ نور ہے اور زمین وآسمان میں ظاہر وعیاں ہے اب اس کے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ مثال کی تقریر اس طرح ہے کہ ایک طاق ہو جس میں نہایت صاف وشفاف شیشے کا شمعدان موجود درخشاں ستارے کی طرح جگمگا رہا ہو اور اس میں بتی ہو جو کثیر الفوائد درخت زیتون کے تیل سے جل رہی ہو اور تیل بھی ایسا عمدہ ہو جو زیتون کے اس درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو صبح شام دھوپ میں رہے۔ وہ تیل ایسا صاف اور لطیف ہو کہ ایسے معلوم ہو کہ آگ دکھائے بغیر ہی جل اٹھے گا مشکوٰۃ طاقچہ جس میں چراغ رکھا جاتا ہے مصباح چراغ زجاجۃ شیشہ۔ کوکب دری چمکنے والا ستارہ لاشرقیۃ ولاغربیۃ یعنی وہ نہ باغ کی شرقی جانب ہو نہ غربی جانب بلکہ کھلے میدان اور صحرا میں ہو تاکہ سارا دن اس پر دھوپ پڑے کیونکہ ایسے درخت کا روغن نہایت صاف وشفاف لطیف اور عمدہ ہوتا ہے ای مناحیۃ للشمس لایظلھا جبل ولاشجر ولایحجبھا عنھا شئ من حین تطلع الی ان تغرب وذالک احسن لزیتھا۔ (روح ج ۱۸ صـ۱۶۹) یوقد من شجرۃ الخ المصباح سے حال ہے اور شجرۃ سے پہلے مضاف مقدر ہے ای من زیت شجرۃ نور علی نور یعنی اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو گئیں۔ چراغ میں تیل بھی زیتون کا ہو جو نہایت صاف اور لطیف ہو۔ پھر چراغ اعلیٰ درجے کے شفاف اور چمکدار شیشے کے قندیل میں ہو پھر وہ قندیل ایک محفوظ طاق میں ہو جس سے روشنی سمٹ کر اور تیز ہو جائے اس طرح بہت سی روشنیاں جمع ہو جائیں یہی مثال مسئلہ توحید کی ہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کارسازی سارے جہان کے ذرّے ذرّے سے ظاہر وعیاں تھی پھر انبیاء سابقین علیہم السلام کی تعلیمات اور کتب سابقہ کی آیات بینات کی روشنیوں نے اس کو اور واضح اور روشن کیا پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات کی ضیا پاشیوں سے یہ مسئلہ اور زیادہ روشن ہو کر جگمگا اٹھا اور پھر

يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلٰى نُورٍ ۗ يَهْدِى اللّٰهُ

کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اس میں آگ روشنی پر روشنی اللہ راہ دکھلا دیتا ہے

لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ

اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ فِى بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ

اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف۱ ان گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا انکو ف۲

تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيهَا بِالْغُدُوِّ

بلند کرنیکا اور وہاں اسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہیں اس کی وہاں صبح اور

وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

شام وہ مرد کہ نہیں غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ

اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے

يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾

ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جاویں گے دل اور آنکھیں

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِّنْ

تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ ان کے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے ان کو

فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَ

اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار ف۱ اور

الَّذِينَ كَفَرُوٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ

جو لوگ منکر ہیں ان کے کام ف۲ جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اس کو

مَآءً ۗ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ

پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اس کو پورا دیا

ف۱ توحید پر نقلی دلیل ۱۲

ف۲ جواب بر نجم پیر نقلی مذکور ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اللہ سے رونق بستی ہے آسمان وزمین کی اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباسؓ نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے۔ کتنے پردوں میں ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب سے اندر تارہ سا ہے اور زیتون نہ شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چکنا ہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے وہ ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن کر آگ سلگنے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح وشام وہاں لگا رہے ف۲ ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب۔ یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این مثل تشبیہ نوری است کہ بسبب مواظبت بر طہارت وعبادت در دل مسلماناں حاصل می شود بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد بہت اشعار بآن مواظبت می فرماید ۱۲۔

نور علیٰ نور کا مصداق بنگیا یھدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے سارے جہان میں ظاہر وعیاں ہے۔ جہان کے ذرّے ذرّے
سے اس کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے مگر اس کے باوجود راہ توحید دکھانا اور ہدایت دینا اللہ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے ہدایت دے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ
جس طرح مذکورہ بالا چراغ کی روشنی وضوع و انجلاء کی آخری حد ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کارساز اور متصرف ہونا واضح اور عیاں ہے یہاں تک کہ اس میں
کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ویضرب اللہ الامثال الخ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اسے معلوم ہے
کون ہدایت کا مستحق ہے اور کون غیر مستحق۔ ھو اعلم بمن یستحق الھدایۃ ممن یستحق الاضلال (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۲) ٤٣ فی بیوت الخ دعویٰ توحید پر
ان لوگوں سے دلیل نقلی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مدبر عالم، متصرف ومختار اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں اور ہر قسم کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس کرتے
ہیں۔ فی بیوت ظرف یسبح کے متعلق ہے بیوت موصوف اذن اللہ الخ جملہ صفت رجال، یسبح کا فاعل ہے فیھا، فی بیوت کا تکرار ہے برائے تاکید، ای یسبح لہ
رجال فی بیوت وفیھا تکریر کقولک زید فی الدار جالس فیھا (بحر ج ۶ ص ۴۵۸) یا فی بیوت جز مقدم ہے رجال نکرہ موصوفہ مبتداء مؤخر ہے رجال
سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین مراد ہیں۔ اذن سے امر اور رفع سے تعظیم مراد ہے اور اللہ کے اسم کے ذکر سے اسکی توحید مراد ہے والمراد بالاذن الامر وبالرفع
التعظیم (روح ج ۱۸ ص ۱۷۴) وعن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما المراد بہ (بذکر اسمہ) توحیدہ عز وجل وھو قول لا الہ الا اللہ (روح ج ۱۸ ص ۱۷۵)
یعنی جن گھروں کی عزت کرنے اور جن میں توحید کا ذکر اذکار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں اللہ کے ایسے بندے اس کا ذکر کرتے اور صبح وشام اس کی تسبیح و
تقدیس کا ورد کرتے رہتے ہیں جن کو دنیا کا کاروبار اللہ کے ذکر سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے مانع نہیں ہوتا یعنی وہ دنیا کے کاروبار میں ایسے منہمک نہیں
ہوتے کہ اللہ کی عبادات ہی سے غافل ہوجائیں بلکہ کاروباری مصروفیت کے باوجود اللہ کی یاد اور اس کے فرائض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرتے یخافون
یوما الخ یہ بھی انہی لوگوں کی صفت ہے۔ وہ لوگ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن خوف کے مارے دل بے چین اور مضطرب ہوجائینگے مراد قیامت کا دن ہے لیجزیھم
یہ مذکورہ افعال سے متعلق ہے یعنی اللہ کی تسبیح وتقدیس اس کی توحید کا ذکر، اقامت صلوٰۃ، ایتاء زکوٰۃ اور خوف اس لئے بجالاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو اچھی
جزاء دے اور مزید فضل ومہربانی سے نوازے (روح) واللہ یرزق الخ یہ ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ جسے چاہے محض اپنے فضل وکرم سے اصل استحقاق سے زیادہ
جزا دیدے۔ اس دلیل نقلی میں بتایا گیا کہ اللہ کے نیک بندے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین ہر وقت اس کو یاد کرتے رہتے ہیں وہ اس کی یاد اور
اس کی توحید سے کبھی غافل نہیں ہوتے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو متصرف اور مختار وکارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن سے بھی ڈرتے ہیں اس سے معلوم
ہوا کہ اللہ ہی معبود برحق، مختار مطلق اور مالک روز جزا ہے ٤٤ والذین کفروا الخ یہ دلیل نقلی مذکور پر ایک شبہے کا جواب ہے دلیل مذکور پر شبہہ وارد ہوتا تھا
کہ اگر مسلمان اللہ کو پکارتے اور اس کو یاد کرتے ہیں تو دیگر مذاہب والے بھی اللہ کو یاد کرتے اور اس کو پکارتے ہیں تو اس میں مسلمانوں کی کیا خصوصیت ہے حاصل جواب یہ
کہ دونوں کی عبادت اور پکار میں زمین وآسمان کا فرق ہے مسلمان صرف اور صرف اللہ کی عبادت کرتے اور صرف اسی کو پکارتے ہیں اور اس کی عبادت و دعا میں کسی
کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے برعکس مشرکین اللہ کی عبادت کے ساتھ اوروں کی بھی عبادت کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی کارساز سمجھ
کر پکارتے ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال بے سود اور رائیگاں ہیں۔ مشرکین کے اعمال دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ جو بظاہر اچھے ہیں مگر حقیقت میں بے فائدہ ہیں
جیسا کہ مشرکین خیرات کرتے، سرائیں اور مسافرخانے بنواتے ہیں۔ دوم وہ جو بظاہر بھی برے لگیں اور حقیقت میں بھی ضرر رساں ہوں جیسا کہ اللہ کے سوا اوروں
کو کارساز اور حاجت روا سمجھنا وغیرہ۔ اعمالھم کسراب الخ میں پہلی قسم کے اعمال کی مثال بیان کی گئی ہے سراب وہ ریت جو دھوپ میں چمکتی ہوئی نظر آتی ہے
قیعۃ صاف میدان۔ ایک مسافر جو لق ودق صحرا میں سفر کر رہا ہو۔ سورج کی گرمی تیز ہو اور وہ پیاس سے بدحال ہوچکا ہو، دور سے اسے سراب نظر آئے جو
سورج کی شعاعوں کی وجہ سے پانی معلوم ہو لیکن جب وہاں پہنچے تو سوا ریت کے کچھ بھی نہ ہو۔ مشرکین اپنے ان اعمال خیر سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں لیکن خدا
کے یہاں جب حاضر ہوں گے تو اعمال کا نام ونشان تک نہ دیکھیں گے۔ اذا رأی السراب من ھو محتاج الی الماء یحسبہ ماء فقصد لیشرب منہ
فلما انتھی الیہ (لم یجدہ شیئا) فکذالک الکافر یحسب ان عمل عملا وانہ قد حصل شیئا فاذا وافی اللہ یوم القیمۃ وحاسبہ علیھا
ونوقش علی افعالہ لم یجد شیئا بالکلیۃ (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۶) ٤٥ حتی اذا الخ۔ حتی غایت کے لئے ہوتا ہے مگر اس کا ربط ماقبل سے ظاہر نہیں ہوتا
کیونکہ پہلے سراب کی مثال بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد تشبیہات کا ذکر ہے اس لئے یہاں یہ محذوف ہوگا کہ کافر اب تو نہیں مانتے لیکن جب وہ اللہ کے پاس جائینگے
اور وہاں اپنے معبودان باطلہ کو نہیں پائیں گے، انھیں امید تھی ثواب کی مگر اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب میں مبتلا کریگا ٤٦ اوکظلمت الخ یہ مشرکین کے
دوسری قسم کے اعمال کی تمثیل ہے جو بظاہر بھی برے ہوں اور حقیقت میں بھی۔ یعنی ان کے بعض اعمال تو ظلمات در ظلمات ہیں جس طرح ایک بہت ہی گہرے سمندر کی
تہ جس کے اوپر پانی کی بے شمار موجیں ہوں اور پھر سیاہ بادل چھائے ہوئے ہوں۔ ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو کہ اپنا ہاتھ دکھائی نہ دے۔ مشرکین شرک وجہالت
کے ایسے ہی تہ بتہ اور موج در موج اندھیروں میں غرق ہیں اور رشد وہدایت کی روشنی کی کوئی کرن ان تک نہیں پہنچ سکتی شرک وضلالت کے ان دبیز اندھیروں
میں وہ جو اعمال بجالاتے ہیں وہ بھی سراپا ظلمت ہی ہوتے ہیں نہ ان کا ظاہر اچھا ہوتا ہے نہ باطن۔ شبھھا (اعمالھم) فی ظلمتھا وسوادھا لکونھا
باطلۃ وخلوھا عن نور الحق بظلمات متراکمۃ من لج البحر والامواج والسحاب (مدارک ج ۳ ص ۱۱۳) مشرکین کے ان اعمال کی فہرست خاصی طویل
ہے جو ظاہر میں بھی قبیح اور شرمناک ہیں اور ان کا انجام بھی تاریک ہے مثلاً کنجروں اور کنجریوں کا بزرگوں کی رضاجوئی کے لئے ناچ وگانے کی نذر ومنت ماننا
اور پھر ان کے مزاروں پر ایفاء نذر کے طور پر ناچ گانے کا مظاہرہ کرنا۔ اسی طرح بعض مشرک عورتوں کا بعض بزرگوں کے مزارات پر ایسی ایسی چیزوں کا
چڑھاوا چڑھانا جن کا نام زبان وقلم کی نوک پر لانے سے شرم وحیا مانع ہے

۴۷ ومن لم یجعل الخ جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں نورِ توحید عطا نہیں فرمایا اور جس نے دنیا میں نیک کام نہیں کئے وہ آخرت میں بھی
نور رحمت اور مغفرت سے محروم رہے گا۔ یا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے نورِ ہدایت عطا نہیں فرمایا اُسے اور کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ ای من
لم یشأ اللہ تعالیٰ ان یھدیہ اللہ سبحانہ لنورہ فی الدنیا فمالہ ھدایۃ ما من احد اصلا فیھا وقیل ومعنی الآیۃ من لم یکن لہ نور
فی الدنیا فلا نور لہ فی الآخرۃ (روح ج ۱۸ ص ۱۸۵) ۴۸ الم تر الخ یہ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی ساری ذی عقل اور

حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ
اس کا لکھا — اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب — ف ۱ — یا جیسے اندھیرے — گہرے دریا میں
لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ
چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر — ف ۲ اس پر ایک اور لہر — اس کے اوپر بادل
بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ
اندھیرے ہیں ایک پر ایک — جب نکالے — اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ
اور جس کو — اللہ نے نہ دی — روشنی — اس کے واسطے کہیں نہیں روشنی — ف ۳ کیا تو نے نہ
تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ
دیکھا کہ — اللہ کی یاد کرتے ہیں — جو کوئی ہیں ف ۴ — آسمان و زمین میں — اور اڑتے جانور
صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
پر کھولے ہوئے — ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد — اور اللہ کو معلوم ہے
بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى
جو کچھ کرتے ہیں — اور اللہ کی حکومت ہے آسمان و زمین میں — اور
اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ
اللہ ہی تک پھر جانا ہے — تو نے نہ دیکھا کہ اللہ — ہانک لاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے
بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
پھر ان کو رکھتا ہے ۴۹ تہ بر تہ — پھر تو دیکھے مینہ — نکلتا ہے — اس کے
خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ
بیچ سے — اور اتارتا ہے — آسمان سے — اس میں جو پہاڑ ہیں
بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ
اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے — اور بچا دیتا ہے — جس سے چاہے

ع ۵

۴۸ دعویٰ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۴۹ دعویٰ پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

غیر ذی عقل مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ وللہ ملک السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک و مختار بھی وہی ہے اور ہر کام اور ہر معاملہ اسی کے اختیار میں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معبود برحق اور متصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے الطیر من پر معطوف ہے۔ اور صافات اس سے حال ہے یہ جو پرندے ہوا میں اڑتے اپنے پروں کو کھولتے اور سمیٹتے ہیں اور جس رخ چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں "کل" کی تنوین مضاف الیہ سے عوض ہے ای کل واحد ممن ذکر یعنی اللہ کی مخلوق میں سے ہر ایک اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید کے طریقے جانتا ہے انسانوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ تعلیم دی گئی اور باقی مخلوق کو بذریعہ الہام ذکر اللہ کے طریقے بتا دیئے گئے۔ المعنی قد علم کل مصل ومسبح صلاۃ نفسہ وتسبیحہ الخ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۸۷) ویراد بافرادھا (الطیر) بالصلوٰۃ والتسبیح ما الھمہ اللہ تعالیٰ کل واحد منھا من الدعاء والتسبیح (ابو السعود ج ۶ ص ۳۵)۔
۴۹ الم تر ان اللہ یزجی الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ مختلف سمتوں سے بادلوں کو چلا کر ایک جگہ جمع کرتا ہے پھر اس کی قدرت سے ان بادلوں میں سے بارش برستی ہے وہ آسمان کی طرف سے پہاڑوں کی مانند بادلوں میں سے اولے برساتا ہے جن کی وجہ سے بعض لوگوں کا جانی اور مالی نقصان ہو جاتا ہے اور بعض اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ بادلوں سے جب بجلی کوندتی ہے اس کی روشنی اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھوں کی روشنی ہی سلب کر لے۔ یہ سارا
نظام اللہ ہی کے قبضے میں ہے یقلب اللیل والنہار الخ اس کے علاوہ رات دن کا انقلاب یعنی رات دن کی یکے بعد دیگرے آمد و رفت اور ان کی کمی بیشی

موضح قرآن ف ۱ کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی۔ دوسرے وہ ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی۔ ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف ۱ حاصل ایں مثل آنست کہ اعمال کافر حبط شود و در آخرت آنرا ہیچ ثواب نباشد ۱۲ ف ۲ حاصل ایں مثل آنست کہ بر کافر ظلمات بہیمیہ متراکم شدہ است و انوار ملکیہ از وی بکلی معدوم شدہ است ۱۲۔

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ
ابھی اسکی بجلی کی کوند لیجائے آنکھوں کو اللہ بدلتا ہے
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
رات اور دن کو اس میں دھیان کرنیکی جگہ ہے آنکھ والوں کو
وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ
اور اللہ نے بنایا ۵۰ ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے
عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ
اپنے پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں پر اور کوئی ہے کہ
مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي
چلتا ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ
ہر چیز کر سکتا ہے ہم نے اتاریں آیتیں ۵۱ کھول کر بتلانیوالی اور اللہ
يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر اور لوگ کہتے ہیں
اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
۵۲ ہم نے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم میں آگئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں سے
مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا
اس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے اور جب
دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ
ان کو بلایئے اللہ اور رسول کی طرف کہ ان میں فیصلہ کر دے تب ہی ایک فرقہ ان میں
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾
منہ موڑتے ہیں اور اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو چلے آئیں اس کی طرف قبول کر کر

منزل ۴

۲ تیسری عقلی دلیل
ترغیب الی القرآن اعادہ تیسری بار ۱۲
۳ شکوہ و اعادہ احوال منافقین ۱۲

بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے ان فی ذالک الخ جو لوگ عقل و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے ان تمام تکوینی دلائل میں عبرت ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی کارسازی، اس کا معبود برحق ہونا اور سارے عالم میں متصرف و مختار ہونا ثابت ہوتا ہے (لعبرۃ لاولی الابصار) ای دلالۃ لاھل العقل و البصائر علی قدرۃ اللہ و توحیدہ (خازن ج ۵ ص ۸۳)۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس کی وجہ سے منافقین نبی علیہ السلام پر بدنامیاں لگا رہے ہیں من السماء یعنی اوپر کی جانب سے مراد بادل ہیں من جبال، من السماء سے بدل ہے اور جبال بادلوں سے کنایہ ہے کیونکہ بادل سفید پہاڑوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ من السماء ای من السحاب فان کل ما علاک سماء . . . . من جبال ای من قطع عظام تشبہ الجبال فی العظم (روح ج ۱۸ ص ۱۹۱)

۵۰ واللہ خلق الخ یہ دعویٰ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت پر ایک واضح دلیل ہے کہ اس نے ہر جاندار کو قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر ان کو کئی انواع و اقسام میں تقسیم کر دیا۔ کچھ جاندار ایسے پیدا کئے جن کے پاؤں نہیں وہ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ کچھ دو پاؤں پر چلتے ہیں جیسے انسان اور پرندے اور کچھ چار پاؤں پر چلتے ہیں جیسے چوپائے۔ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ اگر چار سے زیادہ بھی کسی کے پاؤں ہوں تو اس کی قدرت سے بعید نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی قادر مطلق معبود برحق اور سارے جہان میں متصرف ہے ۵۱ ولقد انزلنا الخ یہ ترغیب الی القرآن کا تیسری بار اعادہ ہے فرمایا ہم نے قرآن مجید میں دلائل توحید کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہدایت کی توفیق صرف انہی لوگوں کو ملے گی جو صدق دل اور اخلاص نیت سے ہدایت کے طالب و متلاشی ہونگے ۵۲ ویقولون امنا الخ یہ منافقین پر شکویٰ ہے اور منافقین کے حال کا اعادہ ہے کہ زبان سے تو وہ ایمان و اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے کرتوت یہ ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و آبرو تک کا لحاظ نہیں کیا اور جھوٹی تہمت لگا دی اس لئے یہ لوگ ہرگز ایمان والے نہیں اور ان کا دعویٰ ایمان سراسر جھوٹا ہے واذا دعوا الخ یہ منافقین کی عام عادت کا بیان ہے جب ان کا کسی سے کسی معاملے میں جھگڑا ہو جائے اور فریق ثانی ان سے کہے کہ چلو اللہ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں وہ اللہ کے حکم سے جو فیصلہ کر دیں ہمیں منظور ہے تو وہ اس سے بھاگتے ہیں اگر وہ واقعی سچے مومن ہیں تو پھر اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کے فیصلے سے کیوں اعراض کرتے ہیں۔ وان یکن لھم الحق الخ لیکن اگر انھیں معلوم ہو کہ فیصلہ انہی کے حق میں ہوگا تو دوڑ کر حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں۔ اس صورت میں وہ محض دنیا طلبی کے لئے حضور علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں نہ اس لئے کہ ان کو آپ کا فیصلہ پسند ہے ای مسرعین فی الطاعۃ طلبا لحقھم لا رضا بحکم رسولھم (مدارک ج ۳ ص ۱۱۵) ۵۳ افی قلوبھم الخ یہ لوگ حکم اسلام کے سامنے کیوں سر نہیں جھکاتے کیا ان کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور خدا اور رسول پر ان کا ایمان ہی نہیں یا انہیں اللہ کی توحید اور پیغمبر علیہ السلام کی نبوت میں شک ہے یا انہیں خطرہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں اللہ کا رسول علیہ السلام ان پر زیادتی کرے گا اور انصاف نہیں کرے گا۔ بل اولئک ھم

الظلمون یہ بات نہیں یعنی ان کے اعراض کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں اپنے اوپر ظلم کا اندیشہ ہے کیونکہ وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال بھی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود بے انصاف ہیں انہوں نے ظلم و بے انصافی پر کمر باندھ رکھی ہے اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں اس لئے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے معاملہ پیش کرنے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ ناحق پر ہیں اور آپؐ کا فیصلہ ان کے خلاف ہوگا ۵۴؎ انما کان الخ منافقین کا حال بیان کرنے کے بعد ان کے مقابلے میں مخلص مومنوں کا حال بیان کیا گیا اور انھیں اخروی بشارت دی گئی۔ منافقین کا حال تم نے سن لیا اب مخلصین کا حال بھی سن لو۔ مخلصین کا حال یہ ہے کہ

اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ

کیا ان کے دلوں میں روگ ہے ۵۳؎ یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا

اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ۵۰

ان پر اللہ اور اسکا رسول کوئی نہیں وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۱

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

ایمان والوں کی بات یہی ۵۴؎ تھی کہ جب بلائیے انکو اللہ اور رسول کیطرف

لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ

فیصلہ کرنیکو ان میں تو کہیں ہمنے سن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ۵۱ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ

بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا ہے اللہ سے اور

یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝ ۵۲ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

بچکر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی تاکید

اَیْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب ۵۵؎ کچھ چھوڑ کر نکلجائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم برداری

مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۵۳ قُلْ اَطِیْعُوا

چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو تو کہہ حکم مانو

اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ

اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۵۶؎ پھر اگر منہ پھیروگے تو اس کا ذمہ ہے

مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ

جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر اسکا کہا مانو

تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ ۵۴ وَعَدَ

تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالے کا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر وعدہ کرلیا ہے اللہ نے

ع ۶
۱۲

رکوع ۶ کا خلاصہ:
۱؎ مومنین کی صفات اور ان کے لئے بشارت ۱۲
۲؎ زجر بر منافقین ۱۲
۳؎ بشارت دنیوی برائے مخلص مومنین ۱۲

وہ اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو بلا چون وچرا دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے قبول کرنے میں ذرا تامل اور پس و پیش نہیں کرتے اور آخرت کی فلاح بھی ان ہی لوگوں کے لئے ہے۔ ومن یطع اللہ الخ اور جو لوگ اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور اللہ سے ڈریں اور ہر قسم کے شرک سے بچیں وہ لوگ آخرت میں کامیاب و کامران ہوں گے یخش اللہ یعنی جو گناہ وہ کر چکا ہے ان پر گرفت سے ڈرے ویتقہ اور آئندہ کے لئے گناہ کرنے سے بچے ویخش اللہ فیما مضی من عمرہ ویتقہ فیما بقی من عمرہ (قرطبی ج ۱۲ ص ۲۹۵) ۵۵؎ واقسموا الخ منافقین پر زجر ہے مع شکوی منافقین کی غلط بیانی کا یہ حال ہے کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ جب آپکا حکم ہوگا ہم فوراً جہاد کے لئے دشمن کے مقابلے میں نکلنے کے لئے تیار ہو جائینگے مگر جب جہاد کا وقت آتا ہے تو جھوٹے بہانے بنا کر کنی کترا جاتے ہیں قل لا تقسموا الخ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا جب منافقین قسمیں کھا کر آپ سے وعدہ کریں تو آپ ان سے فرما دیا کریں کہ یہ بے فائدہ قسمیں مت کھاؤ کیونکہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری مجھے پہلے ہی سے معلوم ہے کہ یہ محض زبانی دعویٰ ہی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ زبان سے تم جھوٹی قسمیں کھا کر محض جھوٹے وعدے کرتے ہو لیکن تمہارے دل میں کفر و نفاق جا گزیں طاعۃ معروفۃ مرکب توصیفی مبتدا محذوف کی خبر ہے اور یہ جملہ ماقبل کی تعلیل ہے خبر مبتدأ محذوف ای طاعتکم طاعۃ والجملۃ تعلیل للنھی کانہ قیل لا تقسموا علے ما تدعون من الطاعۃ لان طاعتکم طاعۃ معروفۃ بانھا واقعۃ باللسان فقط من غیر مواطأۃ من القلب الخ (روح ج ۱۸ ص ۱۹۹) ۵۶؎ قل اطیعوا الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا آپ ان منافقین سے فرما دیں اگر واقعی تم مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول علیہ السلام کی دل و جان سے اطاعت کرو۔ فان تولوا الخ لیکن اگر تم نے خدا اور رسول کی اطاعت سے روگردانی کی تو اس سے تم صرف اپنا ہی نقصان کرو گے اور کسی کا کچھ نہیں بگاڑو گے تولوا جمع مذکر مخاطب فعل مضارع کا صیغہ ہے ایک تاء بغرض تخفیف حذف کر دی گئی ہے۔ ای فان تتولوا فحذف احدی التائین

موضح قرآن ف۱ دل میں روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوٹتی کہ کہے پر چلیں جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اٹھتے۔

(قرطبی ج ۱۲ صفحہ ۲۹۶) یرید فان تتولوا فما ضر رتموہ وانما ضررتم انفسکم (مدارک ج ۳ صفحہ ۱۱۶) کیونکہ پیغمبر علیہ السلام صرف اس ذمہ داری کے جوابدہ ہیں جو اُن کے ذمہ لگائی گئی ہے یعنی اوامر و احکام خداوندی کی تبلیغ اور تم اپنی ذمہ داری کے جوابدہ ہو یعنی خدا و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری۔ اسلئے اگر تم اپنا فریضہ اطاعت ادا کرو گے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور ان کے احکام کی تعمیل کرو گے تو فلاح دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش و خرم رہو گے۔ ورنہ تمہاری سرکشی، شرارت اور منافقت سے پیغمبرؑ کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اس کے ذمہ فریضۂ تبلیغ تھا جو اس نے احسن طریق سے ادا کر دیا۔ وما علی الرسول الا البلغ المبین التبلیغ الموضح فضرر عدم القبول لیس الا لکم (جامع صفحہ ۳۱۱)

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں ۵۷ انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے حاکم کر دیگا انکو
فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ
ملک میں جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو ۵۸ اور
لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
جما دیگا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کر دیا ان کیواسطے اور دے گا ان کو
مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ
ان کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے ۵۸ شریک نہ کرینگے میرا
شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۵۵
کسی کو اور جو کوئی ناشکری کریگا اس کے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱ ف۲
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
اور قائم رکھو نماز ۵۹ اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۵۶ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ
تاکہ تم پر رحم ہو نہ خیال کر یہ جو کافر ہیں تھکا دینگے ۶۰
فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۵۷ يٰٓاَيُّهَا
بھاگ کر ملک میں اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے پھر جانیکی اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ
ایمان والو اجازت لیکر آئیں ۶۱ تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ف۳ اور
الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ
جو کہ نہیں پہنچے تم میں عقل کی حد کو تین بار فجر کی
صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ
نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء

ع ۷ / ۱۳

تنعیف حضور ۱۲

۲ سورت کے دوسرے حصّے کی ابتداء ۱۲
۳ پہلا قانون معاشرت ۱۲

۵۷ وعد اللہ الخ یہ مخلص مومنین کے لئے بشارت دنیوی ہے منافقین کے ذکر کے بعد مخلص مومنوں کو دنیوی حکومت و سلطنت ملنے کی خوشخبری سنائی۔ یہ آیت اصل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو اصل اور حقیقت میں اس آیت کے مخاطب ہیں۔ اس آیت میں ان سے تین وعدے کئے گئے ہیں اول یہ کہ ان کو سرزمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔ دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس دین کو ان کے زمانے میں قوّت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا۔ اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل مامون و محفوظ رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو خلافت عطا فرما کر پورے فرما دیئے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تیسری بات مفقود ہوگئی۔ یعنی امن اٹھ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت برحق اور اللہ تعالیٰ کی موعود خلافت تھی۔ (کبیر و روح) کما استخلف الخ میں خلافت بنی اسرائیل سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح اللہ نے جبابرہ مصر اور عمالقہ شام کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کو ان کے علاقے اور ان کے اموال و دیار پر قابض کر دیا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر کے تمہیں حکومت عطا فرمائے گا۔ کما استخلف الذین من قبلھم ای بنی اسرائیل حین اورثھم مصر والشام بعد ہلاک الجبابرۃ (بحر ج ۶ صفحہ ۴۶۹) ۵۸ یعبدوننی الخ یہ الذین سے حال ہے یا بدل یا جملہ متانفہ ہے یہ ان خلفاء کی مزید خوبیوں کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے انکو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے ان کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی ان کی خلافت سے منکر ہوا اسکا حال سمجھا گیا۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بنی اسرائیل را بعد عمالقہ پادشاہ ساخت ۱۲ ف۲ یعنی چونکہ قاتلان حضرت عثمان رضؓ کردند مترجم گوید تفسیر این آیت در حدیث آمدہ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ۔ واللہ اعلم ۱۲ ف۳ یعنی غلامان و کنیزکان ۱۲۔

فرمایا وہ صرف میری ہی عبادت کرینگے اور مجھے ہی سارے جہان کا متصرف وکارساز سمجھیں گے اور حاجات ومہمات میں صرف مجھے ہی پکاریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرینگے حاصل یہ کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے اور شرک کی طرف رجوع نہیں کریں گے۔ اما قولہ یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ففیہ دلالۃ علےٰ ان الذین عناہم لایتغیرون عن عبادۃ اللہ الی الشرک (کبیر ج ۶ ص ۴۲۹) ومن کفر الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس میں ان لوگوں کے لئے تخویف وتہدید ہے جو اس نعمت خلافت کی ناشکری اور ناقدری کریں گے اس خلافت کے زمانے میں لوگوں کا دین بھی اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہے گا اور ان کا مال وجان اور ان کی عزت وآبرو بھی محفوظ ہوگی۔ اس لئے جو لوگ اس خلافت کے خلاف علم بغاوت بلند کریں گے وہ فاسق اور اللہ تعالےٰ کے بہت بڑے نافرمان ہوں گے سب سے پہلے قاتلان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس نعمت کی ناشکری کی اور فاسقین میں شمار ہوتے اس بغاوت اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے امن کو اٹھا لیا اور مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ قال اہل التفسیر اول من کفر بھٰذۃ النعمۃ وجحد حقھا الذین قتلوا عثمان فلما قتلوہ غیر اللہ ما بہم وادخل علیہم الخوف حتی صاروا یقتتلون بعد ان کانوا اخوانا (خازن ج ۵ ص ۸۷) **۵۹** واقیموا الصلوٰۃ الخ اس سے پہلے واقول لکم محذوف ہے۔ یا یہ اطیعوا اللہ پر معطوف ہے۔ پہلے اطاعت کا حکم دیا گیا اس کے بعد مطیعین کو خوشخبری دی گئی اور پھر نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا خصوصی حکم دیا گیا۔ کیونکہ یہ دونوں عبادتیں تمام شرائع میں سب سے زیادہ اہم ہیں معطوف علیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا یضر الفصل وان طال (مدارک ج ۳ ص ۱۱۷) **۶۰** لا تحسبن الخ یہ منکرین توحید کے لئے تخویف اخروی ہے۔ مشرکین اس طرح بے فکری سے کفر وشرک میں منہمک اور ہمارے احکام سے بغاوت وسرکشی میں غرق ہیں گویا وہ کہیں بھاگ کر ہماری گرفت سے بچ جائینگے انہیں اس غلط فہمی میں نہ رہنا چاہئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انھیں حاضر کرے گا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے اس سے وہ ہرگز بچ نہیں سکیں گے

صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۟ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ

کی نماز سے پیچھے — یہ تین وقت بدن کھلنے کے ہیں تمہارے کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ ان پر

جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ

ان وقتوں کے پیچھے — پھرا ہی کرتے ہو — ایک دوسرے کے پاس — یوں

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ

کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۱ اور جب پہنچیں

الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

لڑکے ۶۲ تم میں کے عقل کی حد کو تو انکو ویسی ہی اجازت لینی چاہئے جیسے لیتے رہے ہیں ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَ

اگلے — یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتیں — اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اور

الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ

جو بیٹھ رہی ہیں گھر میں تمہاری عورتوں میں سے ۶۳ جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی — ان پر گناہ نہیں

جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ

کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ

سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کیلئے اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۳ نہیں ہے

عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى

اندھے پر ۶۴ کچھ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ

الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ

بیمار پر ف۴ تکلیف اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے

بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

گھروں سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے

دوسرا قانون معاشرت ۱۲

تیسرا قانون معاشرت ۱۲

دوسرا حصہ اصلاح وتطہیر معاشرہ کیلئے تین قوانین، مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل، آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوی توحید کا دوسری بار ذکر

موضح قرآن ف۱ ان تین وقتوں میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ف۲ ویسی پروانگی جیسے جدے گھر والے ہر وقت خبر کر کر آویں ف۳ یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ف۴ یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل آنست کہ محارم واطفال نیز درین ساعات استیذان کنند زیرا کہ مردمان جامہ درین ساعات از تن میکشند وعریان میشوند۔ محصول سخن آنست کہ محارم را واطفال را عریان دیدن درست نیست ۱۲۔

جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی ۶۱ یاایھا الذین امنوا الخ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ پہلے معاشرت کے تین آداب بیان کئے گئے ہیں جو بدکاری سے روکنے والے اور عفت وعصمت کی حفاظت میں ممد ومعاون ہیں گویا یہ آداب ان احکام وہدایات کا تتمہ ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوچکی ہیں قیل ھذا رجوع الی تتمۃ الاحکام السابقۃ بعد الفراغ من الآیات الدالۃ علی وجوب الطاعۃ (جامع ص ۳۱۲) یہ پہلا قانون معاشرت ہے۔ تین وقت ایسے ہیں جن میں عموماً زائد کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا شب باشی کا لباس پہن لیا جاتا ہے۔ خاوند بیوی میں مخالطت بھی عموماً انہی اوقات میں ہوتی ہے اس لئے ان اوقات میں نابالغ لڑکوں اور لونڈیوں کو بھی باقاعدہ اجازت لینی چاہیئے وہ اوقات یہ ہیں۔ نماز صبح سے قبل، دوپہر کے وقت۔ اور نماز عشاء کے بعد لیس علیکم جناح الخ ان تینوں وقتوں کے علاوہ نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو اجنبیوں کی طرح اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ طوافون علیکم الخ ان کی ہر وقت گھر میں آمد ورفت ہوتی ہے اس لئے ہر بار اذن لینے میں حرج ہے یطوفون علیکم للخدمۃ وتطوفون علیھم للاستخدام فلو جزم الامر بالاستیذان فی کل وقت لافضی الی حرج وھو مدفوع فی الشرع بالنص (مدارک ج ۳ ص ۱۱۱) ۶۲ واذا بلغ الاطفال الخ لیکن جب نابالغ لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو اب ان پر بھی لازم ہے کہ وہ بھی اسی طرح اجازت لیکر گھر میں داخل ہوا کریں جس طرح دوسرے بالغ مرد اجازت لیتے ہیں جن کا حکم پہلے بیان ہوچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ تمہیں معاشرت کے ایسے سنہرے اصول تعلیم دیتا ہے جن میں تمہارا دینی اور دنیوی فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ۶۳ والقواعد الخ یہ دوسرا قانون معاشرت ہے یہاں بوڑھی عورتوں کے پردے کا بیان کیا گیا ہے یعنی وہ بوڑھی عورتیں جو سن رسیدہ ہوں اور ان کے جنسی جذبات بالکل ختم ہوچکے ہوں اگر وہ گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر پورا پردہ رکھیں تو بہت اچھا ہے اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی اگر زائد کپڑا مثلاً برقع یا چادر نہ پہنیں تو جائز ہے بشرطیکہ ان اعضاء اور اس زینت کا اظہار نہ ہو، جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے ۶۴ لیس علی الاعمیٰ الخ یہ تیسرا قانون معاشرت

إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ
بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی
عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم
پھوپی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی
مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا
کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہیں گناہ تم پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر
أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً
یا جدا ہو کر ف۱ پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے
مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ
اللہ کے یہاں سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ
تاکہ تم سمجھ لو ف۲ ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر
وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
اور اسکے رسول پر ف۳ اور جب ہوتے ہیں اسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے
حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
جبتک اس سے اجازت نہ لیلیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ
مانتے ہیں اللہ کو اور اسکے رسول کو پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے
فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ
تو اجازت دے جسکو ان میں سے تو چاہے اور معافی مانگ ان کیواسطے اللہ سے
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے مت کر لو بلانا رسول کا

ع ۸

۲ مخلصین اور منافقین کا تقابل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اس کے خاوند کا ہو تو اس کی مرضی چاہیئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھئے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب مل کر کھایا کرو اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کھانا اور تنقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نگاہبان ووکیل حفظ او باشد ۱۲ ف۲ یعنی اذنی کہ از رسم و عادت مفہوم است کفایت میکند وحاجت اذن صریح نیست ۱۲۔

ہے یہاں کھانے کے کچھ آداب کا ذکر کیا گیا ہے نیز اس شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ پہلے دوسروں کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا گیا تو اس سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہ ممانعت مطلق ہو اور ہر حال میں منع ہو تو فرمایا دعوت طعام ہو تو جانا منع نہیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ معذور لوگ تندرست لوگوں کے ساتھ مل کر کھانے سے ہچکچاتے تھے کہ مبادا وہ ان سے نفرت کریں اور انھیں تکلیف ہو۔ نیز بعض معذورین نابینا لنگڑے اور مریض وغیرہ اپنے بے تکلف دوستوں کے پاس جاتے تاکہ ان کے یہاں کچھ کھانے کو مل جائے مگر دوست کے گھر کھانے کی کوئی چیز موجود نہ ہوئی تو وہ انہیں لیکر اپنے عزیز یا بے تکلف دوست کے گھر لے گیا اور انہیں کھانا کھلا دیا۔ اس طرح ان

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے ۶۷ تم میں ایک دوسرے کو اللہ جانتا ہے ۶۸ ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

تم میں سے جو سٹک جاتے ہیں آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ

اسکے حکم کا اس سے کہ آپڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

عذاب دردناک ف۱ سنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ

اور زمین میں ۶۹ اس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن ۷۰

يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

پھیرے جائینگے اسکی طرف تو بتائیگا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک

شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

چیز کو جانتا ہے

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ

بڑی برکت ہے ۷۱ اسکی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر

لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ

تاکہ رہے جہان والوں کیلئے ڈرانیوالا وہ کہ جسکی ہے

ع ۹
۳
۱۵

ر۱ بیان حال منافقین ۱۲
ر۲ تخویف ا خروی ۱۲
ر۳ آخر میں دعوے کے دونوں جزو کا ذکر ۱۲
ر۴ دعوی سورت ۱۲
ر۵ دعوی سورت پہلی عقلی دلیل ۱۲
ر۶ دوسری عقلی دلیل ۱۲

معذورین کے دل میں خیال گذرتا کہ ہم آئے تو تھے اس کے پاس مگر وہ ہمیں لیکر دوسرے کے گھر چل دیا اس قسم کے اوہام و وساوس کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے کھا پی لینے میں کوئی حرج نہیں اس لئے اگر معذوروں کو ان کا کوئی دوست اپنے عزیزوں یا دوستوں کے گھروں سے کھانا کھلاوے تو وہ اس بات کو محسوس نہ کریں اسی طرح مل کر کھانے میں کوئی حرج نہیں (روح وغیرہ) جن رشتہ داروں کے گھروں سے بے تکلف کھا پی لینے کی اجازت ہے وہ حسب ذیل ہیں ماں اور باپ کا گھر جبکہ بیٹا ان سے علیٰحدہ رہتا ہو، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ او ما ملکتم مفاتحہ یعنی جس شخص نے تم کو اپنے گھر کا کنجی بردار اور محافظ بنا رکھا ہو اور تمہارے تصرف میں دے رکھا ہو اس کے گھر سے بھی تم بقدر ضرورت کھا پی سکتے ہو او صدیقکم اسی طرح اپنے گہرے اور بے تکلف دوستوں کے گھروں سے بھی کھانے پینے کی اجازت ہے لیس علیکم جناح الخ اور اس میں بھی کوئی تنگی نہیں کہ تم سب مل کر ہی کھاؤ یا جدا جدا کھاؤ یعنی دونوں طرح اجازت ہے اگرچہ مل کر کھانا افضل اور باعث برکت ہے۔ فھٰذہ رخصۃ من اللہ تعالیٰ فی ان یاکل الرجل وحدہ ومع الجماعۃ وان کان الاکل مع الجماعۃ ابرک وافضل (ابن کثیر ج ۳ ص۳۰۵) ۶۵ فاذا دخلتم الخ یہاں گھر میں داخل ہونے کا ادب سکھایا گیا علیٰ انفسکم آپس میں ایک دوسرے پر جیسا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا فاقتلوا انفسکم یعنی توبہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو عن الحسن المعنی فلیسلم بعضکم علیٰ بعض نظیر قولہ تعالیٰ فاقتلوا انفسکم (روح ج ۱۸ ص۲۲۲)

حاصل یہ کہ جب تم ایک دوسرے کے گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے لگو تو اندر داخل ہو کر گھر والوں کو سلام دو یہ سلام ایک خدائی تحفہ ہے، اس سے اللہ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے نیز گھر والوں کے دلوں میں خوشی کا جذبہ اُبھر آتا ہے وصفہا بالبرکۃ لان فیہا الدعاء واستجلاب مودۃ المسلم علیہ و وصفہا ایضا بالطیب لان سامعہا یستطیبہا (قرطبی ج ۱۲ ص۳۱۹) کذالک یبین اللہ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح دلائل توحید، احکام۔

موضح قرآن ف۱ حضرت کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلا دیں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں۔ اب بھی یہی چاہیئے۔ اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔

شریعت اور آداب معاشرت کھول کر اور واضح کرکے بیان کرتا ہے تاکہ ان کو سمجھو اور ان پر عمل کرو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی نہ ہو تب بھی سلام دینا چاہیئے کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک وہاں حاضر ہوتی ہے یہ محض باطل اور بے اصل ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ۶۶ انما المومنون الخ یہ دوسرے حصے میں مومنین اور منافقین کی صفات کا تقابل ہے ایمان والوں کی صفت یہ ہے کہ وہ مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کی پابندی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی اہم کام اور ضروری مقصد کے لئے پیغمبر علیہ السلام کے پاس ہوتے ہیں تو آپ سے اجازت لئے بغیر وہاں سے نہیں جاتے اس لئے ایسے مواقع میں جو لوگ آپ سے اجازت لیکر مجلس سے نکلتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں مخلص مومن ہیں اس لئے جب کبھی وہ آپ سے اپنے کسی نجی کام کے لئے جانے کی اجازت طلب کریں تو جس کا عذر آپ معقول جانیں یا جسے مناسب سمجھیں اجازت فرمادیا کریں اور ان کے لئے استغفار بھی کریں کیونکہ نجی کام کے لئے اٹھ کر جانا اپنے اندر دنیا کو دین پر ترجیح دینے کا شائبہ رکھتا ہے تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس قصور کی تلافی ہوسکے ۶۷ لا تجعلوا الخ یہ بھی ادب رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جب خدا کا پیغمبر تمہیں بلاتے تو فوراً حاضر ہو جایا کرو اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں تاخیر یا سستی نہ کیا کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو جب آپ کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ تو جہاں آپ حکم دیں وہاں بیٹھو اور جب اجازت دیں تب اٹھو۔ اس صورت میں دعاء مصدر کی طرف مضاف ہوگا۔ ای اذا احتاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اجتماعکم عندہ لامر فدعاکم فلا تفرقوا منہ الا باذنہ ولا تقیسوا دعاءہ ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا الخ (مدارک ج ۳ صـ ۱۲۰) یا دعاء اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یعنی پیغمبر علیہ السلام کو آواز دیتے وقت آپ کے ادب وتعظیم کا خیال رکھو۔ نہ آپکا نام لیکر آواز دو نہ دُور سے اور بلند آواز سے پکارو۔ بعض لوگ آپ کو یا محمد کہہ کر آواز دیتے تھے اور بعض دیہاتی چلا کر آپکو پکارتے ان باتوں سے منع کیا گیا کیونکہ ادب پیغمبر کے خلاف ہیں۔ یرید یصیح من بعید یا ابا القاسم بل عظموہ کما فی الحجرات ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ الآیۃ وقال سعید بن جبیر ومجاھد المعنی قولوا یا رسول اللہ فی رفق ولین ولا تقولوا یا محمد بتجھم (قرطبی ج ۱۲ صـ ۳۲۲) ۶۸ قد یعلم الخ مخلصین کے مقابلے میں منافقین کا رویہ بیان کیا گیا ہے۔ مخلص مومن تو اجازت کے بغیر حضور علیہ السلام کی مجلس سے نہیں اٹھتے لیکن منافقین موقع پاکر کسی دوسرے اجازت لے کر جانے والے کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ یہ نہ سمجھیں ان کی خفیف حرکتیں اس سے چھپی ہوئی ہیں۔ لواذا مصدر بمعنی اسم فاعل یتسللون کے فاعل سے حال ہے یعنی دوسروں کی آڑ میں چھپ کر نکلتے ہیں بان یستتر بعضھم ببعض حتی یخرج (روح ج ۱۸ صـ ۲۲۶) فلیحذر الذین یخالفون الخ یہ ان منافقین کے لئے تخویف دنیوی و اخروی ہے جو دوسروں کی آڑ لے کر نکل جاتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہیں انھیں دنیا ہی میں اس کی سزا نہ مل جائے یا آخرت میں انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کردیا جائے۔ (ان تصیبھم فتنۃ) ای لئلا تصیبھم فتنۃ ای بلاء (عذاب الیم) ای وجیع فی الاخرۃ (خازن ج ۵ صـ ۹۲) ۶۹ الا ان للہ الخ آخر میں دعویٰ توحید کا ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے منافقین نے تہمت لگائی تھی یعنی سارے جہان کا مالک، متصرف فی الامور اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں للہ ما فی السموٰت والارض یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا مخلوق و مملوک اور اسی کے زیر تصرف ہے من الموجودات باسرھا خلقا وملکا وتصرفا ایجادا واعداما بدأ واعادۃ لا لاحد غیرہ شرکۃ او استقلالا (روح ج ۱۸ صـ ۲۲۸) ۷۰ قد یعلم الخ وہ تمہارے تمام موجودہ حالات و کوائف کو بخوبی جانتا ہے تمہارا اخلاص و نفاق بھی اسے معلوم ہے اس لئے قیامت کے دن جب تم سب اس کے پاس جمع ہوگے تو وہ تمہارے اعمال ظاہرہ و باطنہ کی پوری تفصیلات سے تمہیں آگاہ کردے گا کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک کو اس کے اخلاص و نفاق کے مطابق اس کے اعمال کی جزاء و سزا دیگا۔ یہ منافقین کے لئے تخویف و تہدید ہے قد یعلم ما انتم علیہ ای من مخالفۃ امر اللہ وامر رسولہ وفیہ تہدید ووعید والظاھر ان الخطاب للمنافقین (بحر ج ۶ صـ ۴۷۷) و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ نور میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱:۔ ان الذین جاءو بالافک عصبۃ الخ (ع ۲) نفی علم غیب از نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔
۲:۔ اللہ نور السموٰت والارض الخ (ع ۵) عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے
۳:۔ الم تر ان اللہ یزجی سحابا ــــ تا ــــ ان اللہ علی کل شیء قدیر (ع ۶) نفی شرک فی التصرف
۴:۔ وعد اللہ الذین آمنوا ــــ تا ــــ لا یشرکون بی شیئا (ع ۷) ہر قسم کے شرک سے بچنے والوں کیلئے بشارت دنیوی
۵:۔ حد زنا، حد قذف، لعان اور دیگر آداب معاشرت کا بیان۔
۶:۔ مخلصین اور منافقین کے اعمال کا تقابل۔
۷:۔ آداب وحقوق رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔

(آج بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۷ء بروز پنجشنبہ بوقت ۸ بجے صبح سورۂ نور کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ دائماً ابداً۔ سجاد بخاری)

سُورۃ الفُرقان

ربط نامی ربط۔ سورۂ نور میں فرمایا اللہ نور السمٰوٰت والارض یعنی مسئلہ توحید ہی زمین و آسمان کا نور ہے اسی سے سارے عالم میں اجالا اور اسی سے سارا جہان قائم ہے۔ اور سورۂ فرقان میں فرمایا تبٰرک الذی نزل الفرقان الخ یعنی یہی نور توحید حق و باطل کے درمیان فرقان ہے یا اسی نور کی توضیح کے لئے اللہ نے فرقان نازل فرمایا۔

معنوی ربط: سورۂ کہف سے لیکر یہ مضمون بیان کیا جارہا ہے کہ لم یتخذ ولدا یعنی سارے جہان کا خالق، سارے عالم کا مدبر اور تمام امور میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں اور نہ اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے کر رکھا ہے لہذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے، مصائب و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو اور صرف اسی کے نام کی نذریں منتیں دو۔ اب سورۂ فرقان سے سورۂ سبا تک بطور ثمرہ و نتیجہ یہ بیان ہوگا کہ جب کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسکا کوئی نائب نہیں تو برکات دہندہ اور ہر خیر و برکت کا سرچشمہ بھی وہی ہے لہذا اسی کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارو اور اسی سے برکات طلب کرو۔

خلاصہ سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ دنیا اور آخرت کی خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے اول ابتداء سورت تبارک الذی نزل الفرقان الخ میں۔ دوم تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) میں۔ ان دونوں جگہوں میں ذکر دعویٰ کے بعد دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ دنیوی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے۔ سوم تبٰرک الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) میں۔ تیسری بار ذکر دعویٰ سے مقصود یہ ہے کہ اخروی برکات بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔ اس سورت میں زیادہ زور عقلی دلائل پر دیا گیا ہے اور دلائل نقلیہ کی طرف محض اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ دعویٰ سورت پر تیرہ دلائل عقلیہ بالتفصیل اور سات دلائل نقلیہ بالاجمال ذکر کئے گئے ہیں۔ اور دلائل کے درمیان سات شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ پہلی عقلی دلیل۔ پہلی بار ذکر دعویٰ کے ساتھ الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ الخ فرمایا یعنی برکات دہندہ وہی ہے جس نے تمام دینی اور دنیوی برکات کا خزانہ قرآن مجید نازل فرمایا۔ دوسری عقلی دلیل۔ الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض الخ برکات کا سرچشمہ وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ و تصرف میں سارا جہان ہے اور جسکا کوئی نائب و شریک نہیں۔ تیسری عقلی دلیل۔ وخلق کل شیئ الخ جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کیا وہی برکات دہندہ ہے اسکے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں۔ چوتھی عقلی دلیل۔ دعوے پر عقلی دلیلوں کے بعد واتخذوا من دونہ الخ میں مشرکین پر زجر ہے جنہوں نے اللہ کے عاجز اور بے بس بندوں کو متصرف و مختار اور برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے یعنی اصل میں برکات دہندہ تو اللہ تعالیٰ ہے جو ساری کائنات کا خالق ہے اور سب نفع نقصان اور موت و حیات جس کے قبضے میں ہے۔ وقال الذین کفروا الخ یہ شکویٰ اولیٰ ہے مشرکین نے ازراہ عناد کہا یہ دعویٰ کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے واعانہ علیہ الخ یہ دوسرا شکویٰ ہے یعنی کچھ دوسرے لوگ اس میں اس کے معاون ہیں۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکویٰ ہے انہوں نے کہا یہ قرآن پہلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں جو صبح و شام دہرائے جاتے ہیں۔ قل انزلہ الذی الخ یہ تینوں شکووں کا جواب ہے اور اصل دعویٰ پر پانچویں عقلی دلیل بھی۔ یہ دعویٰ کسی کا خود ساختہ نہیں اور نہ یہ قرآن قصّے کہانیاں ہے، بلکہ یہ دعویٰ اور یہ قرآن اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا ہے جو ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ جب عالم الغیب وہی ہے تو مفیض برکات بھی وہی ہے۔ وقالوا مال ھٰذا الرسول الخ یہ چوتھا شکوہ ہے۔ یہ تو کھاتا پیتا اور بازاروں میں کاروبار کرتا ہے یہ کس طرح رسول ہو سکتا ہے۔ رسول تو فرشتہ ہونا چاہیئے تھا۔ لولا انزل الیہ ملک الخ۔ پانچواں شکویٰ۔ اگر رسول خدا فرشتہ نہ ہوتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ بھیجدیا جاتا جو اس کی تائید کرتا۔ اویلقٰی الیہ کنز الخ چھٹا شکویٰ۔ رسول کی تو بڑی ٹھاٹھ اور شان و شوکت ہونی چاہیے۔ وہ خزانوں اور باغوں کا مالک ہونا چاہیئے۔ ان تینوں شکووں کے جوابات لف و نشر غیر مرتب کے طور پر آگے آرہے ہیں۔ وقال الظّٰلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے۔ تبٰرک الذی ان شاء الخ (ع ۲) یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف و نشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی آپ کو خزانے اور باغات دے سکتا ہے لیکن نعیم آخرت آپ کے لئے شوکت دنیوی سے کہیں بہتر ہے۔ بل کذبوا بالساعۃ ۔۔ تا ۔۔ ثبورا کثیرا تخویف اخروی ہے۔ قل اذٰلک خیر ۔۔ تا ۔۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے۔ یوم یحشرھم ۔۔ تا ۔۔ نذقہ عذابا کبیرا مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے اور خصوصیت سورت کا بیان ہے یعنی جن کو مشرکین دنیا میں برکات دہندہ سمجھ کر پکارتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف اعلان کریں گے کہ وہ کارساز اور برکات دہندہ نہیں تھے۔ برکات دہندہ اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین ۔۔ تا ۔۔ وکان ربک بصیرا یہ چوتھے شکوے کا جواب ہے آپ سے پہلے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب بشر تھے اور سب لوازم بشریہ سے متصّف تھے، ہماری سنت جاریہ ہی یہی ہے وقال الذین لا یرجون الخ (ع ۳) یہ پانچویں شکوے کا اعادہ ہے مع الزیادہ۔ یعنی زائد بات کے ساتھ۔ مشرکین اور منکرین بعث کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں ہوتے جو ہمارے پاس آکر اس پیغمبر کی تصدیق کریں یا اللہ تعالیٰ بالمشافہ ہمیں پیغمبر علیہ السلام پر ایمان لانے کا حکم دے، یہ زائد بات ہے یوم یرون الملئکۃ الخ یہ پانچویں شکوے کا جواب ہے۔ فرشتوں کو دیکھ لینے سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ خوشی ہوگی۔ فرشتوں کو دیکھ کر بھی اگر وہ نہ مانیں گے تو سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اصحٰب الجنۃ یومئذ الخ بشارت اخروی۔ ویوم تشقق السماء ۔۔ تا ۔۔ ھٰذا القراٰن مھجورا تخویف اخروی۔ وکذٰلک جعلنا لکل نبی عدوا الخ کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ وقال

الذین کفروا لولا نزل علیه الخ یہ ساتواں شکوی ہے۔ یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کیوں نازل ہوتا ہے سارا ایک بار کیوں نہیں نازل کیا گیا؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم تھوڑا تھوڑا کرکے خود بناتے ہو کذالک لنثبت به فؤادك الخ یہ شکوی مذکورہ کا جواب ہے۔ قرآن مجید تھوڑا تھوڑا نازل کرنے کا مقصد آپ کے دل کی تثبیت ہے ولا یاتونك بمثل الخ ساتوں شکووں کا جواب دے کر فرمایا ان کے علاوہ ان کی طرف سے جو بھی شبہہ وارد کیا جائیگا اس کا نہایت شافی اور احسن جواب دیا جائے گا۔ الذین یحشرون علی وجوھهم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

دلائل نقلیہ ان قوموں کے پاس اللہ کے پیغمبر یہی دعوی تبارک لیکر آئے لیکن انہوں نے نہ مانا اس لئے اُن کو ہلاک کردیا گیا۔ ولقد اتینا موسی الکتب الخ (ع ۴) یہ دعوی سورت پر پہلی نقلی دلیل ہے۔ نیز منکرین دعوی کے لئے تخویف دنیوی ہے وقوم نوح لما کذبوا الخ دوسری نقلی دلیل مع تخویف دنیوی۔ وعادا و ثمودا۔ تا۔ وکلا تبرنا تتبیرا دلیل نقلی سوم تا ششم مع تخویف دنیوی۔ ولقد اتوا علی القریة الخ ساتویں نقلی دلیل واذا راؤك ۔ تا۔ بل هم اضل سبیلا زجریں ہیں۔ الم تر الی ربك کیف مد الظل الخ (ع ۵) یہ دعوی سورت پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ سائے کا بڑھنا گھٹنا جو سورج کی رفتار پر منحصر ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ وھو الذی جعل لکم الیل الخ ساتویں عقلی دلیل۔ یہ دن رات کی آمد و رفت بھی اللہ کے قبضے میں ہے۔ وھو الذی ارسل الریاح بشرا الخ۔ یہ آٹھویں عقلی دلیل۔ یہ رحمت و برکت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں اور بارش جس سے بنجر زمینیں زرخیز ہوجاتی ہیں اور جس سے تمام انسانوں اور حیوانوں کو پینے کا پانی میسر آتا ہے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے تو معلوم ہوا کہ ہر خیر و برکت اسی کی جانب سے ہے، اور وہی برکات دہندہ ہے۔ اور اس کے سوا کوئی اور برکات دہندہ نہیں ولقد صرفنه بینهم لیذکروا الخ یہ ان معاندین پر زجر ہے جو اس قدر واضح دلائل کے باوجود نہیں مانتے اور اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ سمجھ کر ان سے مانگتے ہیں۔ وھو الذی مرج البحرین الخ نویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کاملہ کی دلیل ہے کہ دو مختلف الذائقہ دریا بلا حائل اکٹھے چلتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپس میں مل نہیں سکتے۔ وھو الذی خلق من الماء الخ دسویں عقلی دلیل۔ یہ بھی اسکی قدرت کا کمال ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے اشرف المخلوقات بشر کو پیدا فرمایا اور پھر انسانوں کو باہمی رشتوں میں منسلک کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی معطی برکات اور مفیض خیرات ہے اور کوئی نہیں ویعبدون من دون اللہ الخ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے بطور زجر۔ دلائل مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں مگر اس کے باوجود مشرکین اپنے خودساختہ معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے نفع کے مختار ہیں نہ نقصان کے۔ وما ارسلنك الا مبشرا و نذیرا یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کا مطالبہ تھا کہ ہم جو معجزہ مانگیں دکھا دو تو ہم مان لیں گے فرمایا معجزہ دکھانا آپ کے اختیار میں نہیں آپ کو تو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا گیا۔ وتوکل علی الحی الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ یعنی اگر اس قدر واضح دلائل کے باوجود بھی مشرکین نہیں مانتے اور آپکو تکلیفیں دیتے ہیں تو آپ اللہ پر بھروسہ کریں جو زندۂ جاوید ہے۔ الذی خلق السموت والارض الخ یہ دعوی سورت پر گیارہویں عقلی دلیل ہے سارے جہان کا خالق بھی وہی ہے اور سارے جہاں میں متصرف و مختار بھی وہی ہے اس نے تدبیر عالم کا کوئی کام کسی کے حوالے نہیں کر رکھا لہذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ واذا قیل لهم اسجدوا الخ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین سے صرف خدائے واحد کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ تبارك الذی جعل فی السماء الخ (ع ۶) یہ دعوی سورت کا دوسری بار اعادہ ہے اور دعوی پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ جس طرح دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت کی برکات بھی اسی کے قبضے میں ہیں، چنانچہ اللہ کے جن نیک بندوں کا آگے ذکر آرہا ہے آخرت میں ان کو جو برکات نصیب ہوں گی وہ سب اللہ ہی کی طرف سے ان کو ملیں گی۔ وھو الذی جعل الیل والنهار الخ یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ وعباد الرحمن الذین یمشون ۔ تا۔ واجعلنا للمتقین اماما۔ میں اللہ کے نیک بندوں کی آٹھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ اولئك یجزون الغرفة ۔ تا۔ حسنت مستقرا ومقاما میں مذکورہ بالا صفات سے متصف اللہ کے بندوں کو آخرت میں ملنے والی برکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی الخ۔ تخویف دنیوی۔ الحاصل برکات دہندہ وہی ذات بابرکات ہے جس نے فرقان نازل فرمایا، جو ساری کائنات کا مالک، ہر چیز کا خالق، نفع نقصان اور موت و حیات کا مختار، عالم الغیب اور تمام نظام کائنات جس کے اختیار و تصرف میں ہے ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین محض ضد و عناد کی وجہ سے قرآن کو خود ساختہ اور پہلے لوگوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں حالانکہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جو عالم الغیب ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ وہ کھاتا پیتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے کوئی فرشتہ اس کے ساتھ آنا چاہیئے تھا نیز اس کے پاس دولت کے خزانے ہوتے۔ فرمایا پہلے تمام انبیاء علیہم السلام بھی کھاتے پیتے تھے اور بشر تھے۔ فرشتوں کا آنا ان کے لئے خوشی کا باعث نہ ہوگا اور اگر اللہ چاہتا تو پیغمبر علیہ السلام کو دنیا میں بے حساب دولت دے دیتا لیکن اسکی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے بجائے آخرت میں آپکو بے حد و حساب انعام و اکرام سے نوازے۔ مشرکین کا یہ بھی اعتراض ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار کیوں نازل نہیں ہوا۔ فرمایا تھوڑا تھوڑا نازل کرنے سے آپکی تثبیت خاطر ملحوظ ہے۔ مشرکین کے یہ تمام شبہات باطل ہیں جیسا کہ مذکورہ جوابات سے واضح ہوگیا ان کے علاوہ بھی اگر وہ کوئی اعتراض کرینگے تو اسکا بھی نہایت شافی جواب دیا جائیگا۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوگیا کہ دنیا و آخرت میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ایسے واضح دلائل عقلیہ اور شکوک و شبہات کے ایسے شافی جوابوں کے بعد بھی اگر وہ نہ مانیں تو انھیں قوم فرعون، قوم عاد، قوم ثمود، قوم شعیبؑ اور دیگر امم سابقہ کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہیں ان کے انکار و جحود کی وجہ سے ہلاک کردیا گیا۔

مختصر خلاصہ دعوی سورت کا تین بار ذکر، دعوی سورت پر تیرہ عقلی اور سات نقلی دلیلوں کا ذکر۔ دعوی مذکورہ کے بارے میں سات شکووں اور شبہوں کے جوابات زجر و تخویف، تسلیہ، نیک بندوں کے اوصاف۔

۲؎ تبارک الخ یہ دعویٰ سورت ہے۔ یعنی ہر خیر و برکت اور ہر منفعت اللہ ہی کی جانب سے ہے وہی برکات دہندہ ہے۔ اس کے سوا خیر و برکت کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں
جاء بکل برکۃ و خیر (خازن ج ۵ ص۹۳) عن ابن عباس معناہ جاء بکل برکۃ دلیلہ قول الحسن مجئ البرکۃ من قبلہ (معالم بحاشیہ خازن) برکات دہندہ چونکہ صرف اللہ
تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اس لئے یہ لفظ (تبارک) غیر اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔ وھذا الفعل لا یسند فی الاغلب الی غیرہ تعالیٰ (روح ج ۱۸ ص۲۲) وھی کلمۃ تعظیم لہ
لا تستعمل الا للہ وحدہ (مدارک ج ۳ ص۱۲۱) ۳؎ الذی نزل الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ موصول مع صلہ ما قبل کے لئے موضح علت ہیں ہے۔ الفرقان سے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ
سلطنت ۲؎ آسمان اور زمین میں اور نہیں پکڑا اس نے بیٹا اور نہیں کوئی
يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
اسکا ساجھی راج میں اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اسکو
تَقْدِيْرًا ② وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ
ماپ کر اور لوگوں نے پکڑ رکھے ہیں اس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے
شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا
کچھ چیز ۵؎ اور وہ خود بنائے گئے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں برے کے
وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ③
اور نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ
اور کہنے لگے ۶؎ جو منکر ہیں اور کچھ نہیں یہ مگر طوفان باندھ لایا ہے
وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا
اور ساتھ دیا ہے اسکا اس میں اور لوگوں نے سو آ گئے بے انصافی
وَّزُوْرًا ④ۚ وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں پہلوں کی جن کو اسنے لکھ رکھا ہے سو وہی
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ⑤ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ
لکھوائی جاتی ہیں اسکے پاس صبح اور شام ف توکہہ ۷؎ اسکو اتارا ہے اس نے جو
يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ
جانتا ہے چھپے ہوئے بھید آسمانوں میں اور زمین میں بیشک وہ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑥ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ
بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اور کہنے لگے ۸؎ یہ کیسا رسول ہے کھاتا ہے کھانا

معانقہ ۱۰

ر۱ تیسری عقلی دلیل ۱۲-
ر۲ زجر بطور شکوی و چوتھی عقلی دلیل ۱۲
ر۳ شکوی ۱۲
ر۴ شکوی ۱۲-
ر۵ جواب ہر سہ شکوی و پانچویں عقلی دلیل
ر۶ مشرکین کا پہلا شبہ ۱۲-

مراد قرآن ہے۔ کیونکہ قرآن حق و باطل، توحید و شرک اور حلال و حرام کو واضح کرتا اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتا ہے سماہ ھٰھنا الفرقان لانہ یفرق بین الحق والباطل والھدی والضلال والغی والرشاد والحلال والحرام (ابن کثیر ج ۳ ص۳۰۰) لیکون للعلمین نذیرا۔ اللہ نے اپنے بندے پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ وہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا اور مجرموں کو سزا دے گا جب حساب لینا اور سزا دینا اسی کا کام ہے تو بلا شبہ برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۴؎ الذی لہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کی سلطنت اور سارے جہان کا نظام کار اسی کے ہاتھ میں ہے۔ زمین و آسمان کی بادشاہی میں کوئی اسکا نائب اور شریک نہیں لہٰذا اس کے سوا برکات دہندہ بھی کوئی نہیں۔ وخلق کل شئ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور اسی ہی نے ہر چیز کو اس کے صحیح معیار کے مطابق پیدا فرمایا۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک وہی ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی کن ہے تو بتاؤ برکات دینے والا کوئی اور ہوگا؟ ہرگز نہیں! لہٰذا وہی برکات دہندہ ہے۔ لم یتخذ ولدا کی تعبیر بتا رہی ہے کہ یہاں نسبی ولدیت کی نفی مقصود نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے خیال باطل کی نفی مقصود ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو اس کے لئے بمنزلۂ اولاد سمجھتے تھے یعنی کسی کو اس نے اولاد کی طرح نائب اور کار مختار نہیں بنا رکھا۔ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (روح ۱۸ ص۲۳۲) ولم یتخذ ولدا الظاھر نفی الاتخاذ ای لم ینزل احدا منزلۃ الولد (بحر ج ۶ ص۴۸۰) ولم یتخذ ولدا فبین سبحانہ انہ ھو المعبود ابدا ولا یصح ان یکون غیرہ معبودا و وارثا للملک عنہ (کبیر ج ۶ ص۴۴۵) فقدرہ تقدیرا ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک انداز کیساتھ وہی رکھتا ہے تو کیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا؟ ۵؎ واتخذوا من دونہ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے اور اس کے ضمن میں چوتھی عقلی دلیل مذکور ہے۔ یہ مشرکین کیسے ضدی ہیں کہ ایسے واضح عقلی دلائل کی موجودگی میں بھی اپنے ایسے عاجز معبودوں کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنا تو درکنار وہ خود مخلوق ہیں اور دوسروں کو نفع نقصان پہنچانا تو ایک طرف وہ خود اپنے نفع اور نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ موت و حیات ان کے قبضے میں ہے نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں۔ حالانکہ اللہ اور برکات دہندہ

موضح قرآن ف اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اس کو کافر یوں کہنے لگے ف۲ یعنی اپنی بخشش اور مہر ہی سے یہ اتارا۔

وہی ہوسکتا ہے جو ان مذکورہ بالاصفات سے متصف ہو۔ مشرکین کے خود ساختہ معبود چونکہ ان صفات سے عاری ہیں اس لئے خیر و برکت بھی ان کے اختیار میں نہیں ۶ے وقال الذین کفروا الخ یہ پہلا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ دعوی کہ "برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے" اس کا خود ساختہ ہے، اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ واعانہ علیہ قوم اٰخرون یہ دوسرا شکوی ہے اور اس خیال کی ساخت پرداخت میں کئی دوسرے لوگ بھی اس کے معاون ہیں۔ فقد جاء وظلما و زورا یہ ادخال الٰہی ہے اس میں مشرکین کے قول مذکور کو سراسر بے انصافی اور جھوٹ قرار دیا گیا۔ وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ تیسرا شکوی ہے۔ مشرکین کہتے یہ قرآن تو محض اگلے لوگوں کے قصے کہانیوں کا مجموعہ ہے جو اس نے کسی سے لکھوا رکھا ہے بس صبح شام عبارت اور اسلوب کے الٹ پھیر سے وہی اس کے سامنے پڑھا اور رٹا جاتا ہے ۷ے قل انزلہ الخ یہ تینوں مذکورہ شکووں کا جواب ہے نیز دعوی سورت پر چوتھی عقلی دلیل ہے یہ دعوی اور یہ قرآن جو اس دعوی کو بیان کر رہا ہے، کسی بشر کا خود ساختہ نہیں اور نہ قرآن قصے کہانیوں کی کتاب ہے۔ بلکہ یہ قرآن جو دعوی مذکورہ کا حامل ہے اول سے آخر تک اس رب جہاں کا نازل کردہ ہے جو سارے جہان کی تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ وہ ایسا درگذر کرنے والا اور مہربان ہے کہ ایسے معاندین کو بھی مہلت دیتا ہے اور جلدی نہیں پکڑتا فیمھلھم ولا یعاجلھم بالعقوبۃ وان استوجبوھا بمکابرتھم (مدارک ج ۳ ص ۱۲۲) جب عالم الغیب بھی وہی ہے اور غفور رحیم بھی تو برکات دہندہ بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۸ے وقالوا مال الخ یہ مشرکین پر چوتھا شکوی ہے۔ وہ کہتے یہ پیغمبر تو کھانے پینے کا محتاج ہے اور کسب معاش کے لئے بازاروں کا چکر بھی کاٹتا ہے۔ پھر ہم میں اور اس میں کیا فرق باقی رہا اور اسے ہم پر کیا فوقیت حاصل ہے کہ اسکو نبوت مل گئی۔ واذا کان کذلک فمن این لہ الفضل علینا ولا یجوز ان یمتاز عنا بالنبوۃ (خازن ج ۵ ص ۹۳) لولا انزل الیہ الخ یہ پانچواں شکوی ہے۔ یعنی اول تو یہ چاہیے تھا کہ پیغمبر بشر نہ ہوتا بلکہ ہوتا ہی فرشتہ۔ یا پھر کم از کم اس کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا جو اس کی تصدیق و تائید کرتا ھلا انزل الیہ ملک من عند اللہ فیکون لہ شاھدا علی صدق ما یدعیہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۳۱۰) ۹ے او یلقی الخ یہ مشرکین پر چھٹا شکوی ہے اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہوتا تو اس کے پاس آسمانوں سے دولت کا خزانہ نازل کیا جاتا تاکہ وہ کسب معاش کا محتاج نہ رہتا یا اس کا کوئی باغ ہی ہوتا جس پر وہ باعزت طور سے گذر بسر کرتا وقال الظلمون الخ یہ مذکورہ تینوں شکووں سے متعلق ہے یعنی یہ معاندین اور بے انصاف لوگ محض از راہ عناد و مکابرہ کہتے ہیں کہ تم جس شخص کو پیغمبر مان کر اس کی پیروی کر رہے ہو وہ تو آسیب زدہ ہے اور (عیاذاً باللہ) اس کی عقل ٹھکانے نہیں۔ انظر کیف ضربوا الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ ظالم محض ضد و عناد سے آپ کے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ ضد اور ہٹ کی وجہ سے راہ راست سے بہت دور ہو چکے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اس لئے اب انھیں ہدایت نصیب نہیں ہوگی۔ آگے مذکورہ بالا تینوں

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اسکی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا

مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝ ۷ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آ پڑتا اسکے پاس ۹ے خزانہ یا ہو جاتا اس کیلئے ایک باغ

يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم پیروی کرتے ہو اس ایک مرد

مَّسْحُوْرًا ۝ ۸ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

جادو مارے کی دیکھ کیسی بٹھلاتے ہیں تجھ پر مثلیں سو بہک گئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ۹ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ

اب پا نہیں سکتے راستہ بڑی برکت ہے اسکی جو چاہے تو کر

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کر دے تیرے واسطے اس سے بہتر باغ کہ نیچے بہتی ہیں ان کے

الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ ۱۰ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ

نہریں اور کر دے تیرے واسطے محل کچھ نہیں وہ جھٹلاتے ہیں قیامت

وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ ۱۱ اِذَا رَاَتْهُمْ

کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے کہ جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ جب وہ دیکھے گی انکو

مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ ۱۲ وَاِذَآ اُلْقُوْا

دور کی جگہ سے سنیں گے اسکا جھنجھلانا اور چلانا اور جب ڈالے جائیںگے

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ ۱۳ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

اسکے اندر ایک جگہ تنگ میں ایک زنجیر میں کئی بندھے ہوئے پکار نے لگیں اس جگہ موت کو مت پکارو آج

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ ۱۴ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ

ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے ف تو کہہ ۱۲ے بھلا یہ چیز بہتر ہے یا باغ ہمیشہ رہنے کا

ع ۱ / ۱۶

موضح قرآن ف یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے۔

ر ۱ پانچواں شکوی ۱۲۔
ر ۲ چھٹا شکوی ۱۲۔
ر ۳ دعوی سورت کا اعادہ اور چھٹے شکوی کا جواب ۱۲۔
ر ۴ تخویف اخروی ۱۲۔
ر ۵ بشارت اخروی ۱۲۔

شکووں کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں بطور لف ونشر غیر مرتب ۱۰ تبارك الذي الخ یہ دعویٰ سورت کا اعادہ ہے اور لف ونشر غیر مرتب کے طور پر چھٹے شکوے کا جواب ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو دولت کے خزانے اور باغات نہیں دیئے تو اس میں بھی اسکی حکمت پوشیدہ ہے وہ دنیا کے عوض آخرت میں آپ کو نہایت عمدہ باغات اور عالیشان محلات عطا کرے گا۔ ان شآء جعل میں ان شک کے لئے نہیں بلکہ بمعنی اذا ہے اور ماضی بمعنی مستقبل ہے یعنی اللہ تعالیٰ مختار ہے جب چاہیگا آخرت میں ایسا کریگا۔ بل كذبوا بالساعة الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے اس میں مشرکین کے شکوے کی وجہ بتائی گئی ہے یعنی وہ چونکہ آخرت کے منکر ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ پیغمبر کو دنیا میں دولت اور باغات کیوں نہیں دیئے گئے یا مطلب یہ ہے کہ وہ نہ صرف غیر اللہ کو برکات دہندہ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تو قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ واعتدنا لمن كذب سے وادعوا ثبورا كثيرا تک منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے ۱۱ اذا رأتهم الخ یہ آتش جہنم کی شدت کا بیان ہے رأت کی ضمیر جہنم کی طرف راجع ہے۔ قیامت کے دن جب جہنم کی آگ دور سے دوزخیوں کے سامنے ہوگی اور وہ اسے دیکھیں گے تو اس کا غیظ وغضب اس قدر جوش میں آجائیگا کہ وہ دُور ہی سے اس کی غضبناک آوازیں اور خوفناک پھنکاریں سنکر دہشت زدہ ہو جائیں گے زفیر سے آتش جہنم کی وہ خوفناک آواز مراد ہے جو اس کے شدید جوش اور غلیان سے پیدا ہوگی۔ سمعوا صوت طیبها واشتعالها (بحر ج ۶ ص ۴۸۵) واذا القوا منها الخ مکانا مفعول فیہ ہے اور منها اس سے حال مقدم ہے۔ ای فی مکان فهو منصوب علی الظرفية و (منها) حال منه (روح ج ۱۸ ص ۲۴۳) مقرنين، القوا کے نائب فاعل سے حال ہے ثبورا ہلاکت اور موت۔ جب مجرموں کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم کی نہایت تنگ کوٹھڑیوں میں ڈالدیا جائے گا تو وہ مضطربانہ موت کو پکاریں گے تاکہ ان کی زندگیوں کا خاتمہ ہو جائے اور وہ عذاب سے بچ جائیں۔ لاتدعوا اليوم ثبورا واحدا الخ ان کے جواب میں فرشتے کہیں گے یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جائیں، دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے (موضح القرآن) ۱۲ قل اذلك خير۔ تا۔ وعدا مسئولا بشارت اخروی ہے اور استفہام تنبیہ کے لئے ہے۔ کیا یہ دردناک عذاب اچھا ہے یا وہ جنت جس کا شرک اور اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے جو انھیں بطور جزاء ملیگا اور جس میں ان کا آخر کار ٹھکانا ہوگا؟ ہر ذی عقل فیصلہ کر سکتا ہے کہ جنت ہی بہتر ہے۔ اس لئے ہر دانشمند کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو جنت کی طرف لے جائے

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا
جسکا وعدہ ہو چکا پرہیزگاروں سے وہ ہوگا ان کا بدلہ اور پھر جانیکی جگہ ان کیواسطے وہاں
مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾ وَيَوْمَ
ہے جو وہ چاہیں رہا کریں ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمہ وعدہ مانگا ملتا ف۱ اور جس دن
يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ
جمع کر بلائے گا انکو اور جن کو وہ پوجتے ہیں اللہ کے سوائے پھر انسے کہیگا کیا تم نے بہکایا
عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ
میرے ۱۳ ان بندوں کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولیں گے تو پاک ہے ہم سے
يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ ۱۴
بن نہ آتا تھا کہ پکڑ لیں کسی کو تیرے بغیر رفیق لیکن تو انکو فائدہ پہنچاتا رہا
وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ
اور انکے باپ دادوں کو یہانتک کہ بھلا بیٹھے تیری یاد اور یہ تھے لوگ تباہ ہونیوالے سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو
بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ
تمہاری بات میں ۱۵ اب نہ تم لوٹا سکتے ہو ف۲ اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم میں گنہگار
مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ
ہے اسکو ہم مزہ چکھائیں گے بڑا عذاب اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے ۱۶
الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ
رسول سب کھاتے تھے کھانا اور
يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ
پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے تم میں ایک دوسرے کے
فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع ۲ ۱۱/۱۷
جانچنے کو دیکھیں ثابت بھی رہتے ہو اور تیرا رب سب کچھ دیکھتا ہے ف۳

ر۱ تخویف اخروی ۱۲
ر۲ پیغمبر کو تحقیق شکوہ کا جواب ہے ۱۲
ر۳ تتمہ جواب شکوہ ... صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

لهم فيها الخ جنت کے مزید عیش وآرام کا بیان ہے اس میں اہل جنت کو ہر چیز ملے گی اور ان کی ہر خواہش پوری ہوگی خالدین مذکورہ بالا ضمائر میں سے کسی ایک سے حال ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی مومنوں کا جنت میں داخل ہونا اور وہاں ہمیشہ رہنا تیرے پروردگار کے ذمے ہے اور وعدہ مانگا گیا یعنی لائق ہے کہ مومنین اللہ سے اسی کی درخواست کریں یا فرشتے مومنوں کے واسطے اس کی درخواست کریں اور پورا کرنا اللہ کے ذمے یہ تفسیر حسینی میں ہے ف۲ یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ف۳ پیغمبر ہیں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔